ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق

حضرت مسیح موعودؑ کے اولوالعزم فرزند موعود حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ

بعثت مسیح موعود اور ظہور مصلح موعود کے متعلق

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان پیشگوئی

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پُر معارف عربی تحریر

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں مسیح موعود کے مبعوث ہونے کی ہی خبر نہیں دی تھی بلکہ اس طرف بھی اشارہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو ایک رفیع الشان فرزند بھی عطا فرمائے گا اور وہ فرزند موعود اسلام کی بہت عظیم خدمت سرانجام دے گا۔ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش خبری اور بشارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

قد اخبر رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ان المسیح الموعود یتزوّج ویولد لہٗ ففی ھذا اشارۃٌ الی ان اللّٰہ یعطیہ ولداً صالحاً یشابہ اباہ ولا یاباہ ویکون من عباد اللّٰہ المکرمین والسرّ فی ذالک ان اللّٰہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذرّیۃ الا اذا قدّر تولید الصالحین

(آئینہ کمالات اسلام حاشیہ ص ۵۷۸)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مسیح موعود کو صالح بیٹا عطا کرے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا اس کے برعکس نہ ہوگا اور وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہوگا۔ اور اولاد کی بشارت عطا ہونے میں راز کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو جب اولاد کی بشارت دیتا ہے تو اس اولاد کا صالح ہونا لازماً مقدر ہوتا ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کی ہوئی خبر کے عین مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرزند موعود کی ان الفاظ میں بشارت دی۔

انّا نبشرک بغلامٍ اسمہ عنموائیل وبشیر انیق الشکل دقیق العقل ومن المقربین یاتی من السماء والفضل ینزل بنزولہ وھو نور ومبارک وطیب ومن المطھرین یفشی البرکات ویغذ الخلق من الطیبات وینصر الدین۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۷)

یعنی ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہوگا وہ خوش شکل اور وجیہہ ہوگا وہ صاحب عقل و فہم ہوگا اور وہ نور ہوگا اور برکت دیا جائے گا۔ وہ طیب ہوگا اور مطہر لوگوں میں سے ہوگا۔ اس کی برکتیں پھیلیں گی۔ وہ مخلوق کو پاکیزہ (یعنی روحانی) غذا دے گا اور دین کا مدد گار ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

رجب ۱۴۱۱ھ تبلیغ ۱۳۷۰ ہش فروری ۱۹۹۱ عیسوی

جلد ۱۶ شمارہ ۲

مجلس ادارت

صدر مجلس: عبداللہ واگس ہاوزر

امیر جماعت احمدیہ

نگران: مسعود احمد جہلمی

مشنری انچارج

ایڈیٹر: عرفان احمد خان

نائبین:

ڈاکٹر عمران احمد خان — انس محمود منہاس

ڈاکٹر وسیم احمد طاہر — خلیق سلطان انور

خطاطی: سعید اللہ خان

پبلشر: اسمٰعیل نوری

مینیجر: فلاح الدین خان

معاون مینیجر: ندیم احمد

قیمت : ایک مارک

فہرست مضامین

- اداریہ
- پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ
- خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ
- اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا
- وائسرائے ہند کی توجہ کے لئے خط
- قادیان جلسہ سالانہ کے لئے حضور کا پیغام
- فرانسیسی نومسلم کے قبولِ حق کی روداد
- مولوی عطا محمد صاحب کا ذکرِ خیر
- نظم آرزوئے قادیان
- نظم بہشتی مقبرہ قادیان
- نظم اسیرانِ ساہیوال کے نام
- نمازوں کے اوقات کا چارٹ
- مشرقی جرمنی میں تبلیغی سرگرمیوں کی رپورٹ
- ایک درویش کا خواب
- تربیتی کلاس کی رپورٹ
- سکیم تحریک وقف نو
- جرمنی میں اشیائے خورد و نوش میں احتیاطیں
- فرینکفرٹ میں ادبی تقریب کی رپورٹ
- قارئین کے خطوط
- اعلانات

مصلح موعود نمبر

اداریہ

مصلح موعود کی اولوالعزمی کا ایک درخشندہ ثبوت

پیشگوئی مصلح موعود کے نہایت پُرشوکت الفاظ سے صاف عیاں ہے کہ مصلح موعود نے اپنی خداداد اولوالعزمی کی بدولت دنیا میں بہت ہی عظیم الشان اور انقلابی کارنامے سرانجام دینا تھے اور یہ کہ ان کارناموں کا تعلق اسلام کے عالمگیر غلبہ کی راہ ہموار کرنے سے تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثیل قرار دیا۔

جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے خدائی فیصلہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فیصلہ سے جن الہامات کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بار بار مطلع فرمایا اُن میں سے ایک الہام یہ ہے۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

یہ مہتم بالشان پیشگوئی ابتدائی رنگ میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی پورا ہونا شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ امریکہ اور یورپ کے اخباروں اور کتب میں حضور علیہ السلام کی بعثت اور مقصد کا چرچہ ہونا شروع ہو چکا تھا۔ خود جرمنی میں بھی اس کا چرچہ ہوا اور اس امر کے بعض ثبوت بھی منصۂ شہود پر آئے کہ بعض لوگ اس چرچہ سے متاثر ہوئے اور انہوں نے حضور علیہ السلام سے اپنی عقیدت کا اظہار بھی کیا۔ اسی طرح امریکہ کے اخبارات میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور مشن کے متعلق حضورؑ کے فوٹو کے ساتھ بہت تفصیلی مضامین شائع ہوئے۔

مغربی دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اس چرچہ سے ظاہر ہے کہ ابتدائی طور پر اسلام کا پیغام اور اس کی تبلیغ حضورؑ کی اپنی زندگی میں زمین کے کناروں تک پہنچنا شروع ہو چکی تھی۔ لیکن اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی عملی مہم کا باقاعدہ اور منظم آغاز حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں ہونا مقدر تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بشارت دی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" وہاں ساتھ ہی ساتھ فرزند موعود یعنی مصلح موعود کے بارہ میں بذریعہ الہام خاص یہ اطلاع بخشی۔

"(وہ)... اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

ان دونوں الہامی خبروں پر ایک ساتھ غور کرنے سے یہ امر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ مصلح موعود کے زمین کے کناروں تک شہرت پانے کی اصل وجہ یہ ہو گی کہ وہ اسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کے ایک وسیع نظام کی بنیاد ڈالے گا اور دنیا بھر میں اسلام کے پیغام کو اس شان سے پہنچانے کا انتظام کرے گا کہ اقوام شرق و غرب کے افراد اسلام میں داخل ہو کر اور اس طرح روحانی اسیری سے رستگاری پا کر مصلح موعود سے برکت حاصل کریں گے۔ چنانچہ ایک دنیا اس امر کی شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کے اجراء کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا وسیع و عریض نظام قائم کر کے دنیا کے آخری کناروں تک اسلام کے تبلیغی مشنوں کا ایک جال بچھا دیا۔ آپ نے مبلغینِ اسلام کو دنیا کے دور و دراز علاقوں میں بھجوانے، مساجد تعمیر کرانے اور ہر ملک میں نو مسلموں کی منظم جماعتیں معرضِ وجود میں لانے کا رفیع الشان کارنامہ اس شان سے انجام دیا کہ دنیا ورطۂ حیرت میں پڑے بغیر نہ رہی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائم کردہ تبلیغی نظام کے تحت دنیا کے ہر علاقہ میں اشاعت اسلام کا کام نہ صرف زور شور سے جاری ہے بلکہ اس کا دائرہ روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مشرق و مغرب کے دور دراز علاقوں تک کی سعید روحیں مسلسل اسلام میں داخل ہو رہی ہیں اور گواہی دے رہی ہیں کہ اسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے والے مقدس وجود یعنی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت زمین کے کناروں تک پھیلتی چلی جا رہی ہے اور نئی نئی روحوں کے اسلام میں داخل ہونے سے اس عالمگیر شہرت میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ اس امر کا ایک اور بیّن ثبوت ہے کہ خدائی وعدوں کو دنیا کی کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔ وہ بہر حال پورے ہو کر رہتے ہیں۔

اداریہ

مصلح موعود کی اولوالعزمی کا ایک درخشندہ ثبوت

پیشگوئی مصلح موعود کے نہایت پُرشوکت الفاظ سے صاف عیاں ہے کہ مصلح موعود نے اپنی خداداد اولوالعزمی کی بدولت دنیا میں بہت ہی عظیم الشان اور انقلابی کارنامے سرانجام دینا تھے اور یہ کہ ان کارناموں کا تعلق اسلام کے عالمگیر غلبہ کی راہ ہموار کرنے سے تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثیل قرار دیا۔

جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے خدائی فیصلہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فیصلہ سے جن الہامات کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بار بار مطلع فرمایا اُن میں سے ایک الہام یہ ہے۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

یہ مہتم بالشان پیشگوئی ابتدائی رنگ میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی پورا ہونا شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ امریکہ اور یورپ کے اخباروں اور کتب میں حضور علیہ السلام کی بعثت اور مقصد کا چرچہ ہونا شروع ہو چکا تھا۔ خود جرمنی میں بھی اس کا چرچہ ہوا اور اس امر کے بعض ثبوت بھی منصۂ شہود پر آئے کہ بعض لوگ اس چرچہ سے متاثر ہوئے اور انہوں نے حضور علیہ السلام سے اپنی عقیدت کا اظہار بھی کیا۔ اسی طرح امریکہ کے اخبارات میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور مشن کے متعلق حضورؑ کے فوٹو کے ساتھ بہت تفصیلی مضامین شائع ہوئے۔

مغربی دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اس چرچہ سے ظاہر ہے کہ ابتدائی طور پر اسلام کا پیغام اور اس کی تبلیغ حضورؑ کی اپنی زندگی میں زمین کے کناروں تک پہنچنا شروع ہو چکی تھی۔ لیکن اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی عملی مہم کا باقاعدہ اور منظم آغاز حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں ہونا مقدر تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بشارت دی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" وہاں ساتھ ہی ساتھ فرزند موعود یعنی مصلح موعود کے بارہ میں بذریعہ الہام خاص یہ اطلاع بخشی۔

"(وہ)... اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

ان دونوں الہامی خبروں پر ایک ساتھ غور کرنے سے یہ امر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ مصلح موعود کے زمین کے کناروں تک شہرت پانے کی اصل وجہ یہ ہو گی کہ وہ اسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کے ایک وسیع نظام کی بنیاد ڈالے گا اور دنیا بھر میں اسلام کے پیغام کو اس شان سے پہنچانے کا انتظام کرے گا کہ اقوام شرق و غرب کے افراد اسلام میں داخل ہو کر اور اس طرح روحانی اسیری سے رستگاری پا کر مصلح موعود سے برکت حاصل کریں گے۔ چنانچہ ایک دنیا اس امر کی شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کے اجراء کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا وسیع و عریض نظام قائم کر کے دنیا کے آخری کناروں تک اسلام کے تبلیغی مشنوں کا ایک جال بچھا دیا۔ آپ نے مبلغینِ اسلام کو دنیا کے دور و دراز علاقوں میں بھجوانے، مساجد تعمیر کرانے اور ہر ملک میں نومسلموں کی منظم جماعتیں معرضِ وجود میں لانے کا رفیع الشان کارنامہ اس شان سے انجام دیا کہ دنیا ورطۂ حیرت میں پڑے بغیر نہ رہی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائم کردہ تبلیغی نظام کے تحت دنیا کے ہر علاقے میں اشاعت اسلام کا کام نہ صرف زور شور سے جاری ہے بلکہ اس کا دائرہ روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مشرق و مغرب کے دور دراز علاقوں تک کی سعید روحیں مسلسل اسلام میں داخل ہو رہی ہیں اور گواہی دے رہی ہیں کہ اسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے والے مقدس وجود یعنی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت زمین کے کناروں تک پھیلتی چلی جا رہی ہے اور نئی نئی روحوں کے اسلام میں داخل ہونے سے اس عالمگیر شہرت میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ اس امر کا ایک اور بیّن ثبوت ہے کہ خدائی وعدوں کو دنیا کی کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔ وہ بہر حال پورے ہو کر رہتے ہیں۔

پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رقم فرماتے ہیں :۔

بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عزّ و جلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہ و عزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ :۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اُس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس

کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ "وکان امراً مقضیاً"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۱ تا صفحہ ۱۰۲)

عظیم الشان نشان آسمانی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیشگوئی مصلح موعود کو عظیم الشان نشان آسمانی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے.... اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاءِ موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔"

(اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء)

خطبہ جمعہ

بار بار دریافت کیا جانے والا ایک سوال اور سورۃ فاتحہ کی روشنی میں اس کا حتمی اور شافی جواب

نماز میں لذت اور حلاوت کس طرح پیدا ہو سکتی ہے اور اکتاہٹ سے پناہ کیسے حاصل کی جا سکتی ہے؟

عبادات میں لذت صفات الٰہیہ کے عرفان سے پیدا ہوتی ہے اور اکتاہٹ سے پناہ کا ذریعہ محبت الٰہی ہے

اس کے لئے محنت ضروری ہے خدا تعالیٰ نے یقین دلایا ہے کہ جو محنت کریں گے وہ ضرور اپنے رب کو پالیں گے

عبادت کے مرکز کی طرف لوٹیں، اپنی محنتوں کو جاری رکھیں اور دعاؤں کے ذریعہ انہیں باثمر بنائیں

فرمودہ حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲ فتح ۱۳۶۹ ہش مطابق ۲ دسمبر ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل۔ لندن

(مرتبہ مکرم منیر احمد صاحب جاوید۔ لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

بار بار پوچھا جانے والا سوال

بہت سے دوست مختلف ممالک سے جو خطوط لکھتے ہیں ان میں بارہا اس سوال کا اعادہ کیا جاتا ہے یعنی تکرار سے بار بار مختلف دوستوں کی طرف سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ عبادت میں مزا پیدا کرنے کی کیا ترکیب ہے؟ بعض لوگ یہ بات علمی پیاس بجھانے کی خاطر بغیر کسی ہیجان کے لکھتے ہیں اور بعض معلوم ہوتا ہے شدید اعصابی دباؤ کا شکار ہوتے ہیں، بہت کوشش کرتے ہیں، بہت زور مارتے ہیں لیکن انہیں عبادت میں مزا نہیں آتا۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو عبادت کے بیرونی دروازے تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں اور عبادت کو چھوڑ کر جانے کا قصد کر چکے ہوتے ہیں اور وہ گویا مجھے آخری تنبیہ کر رہے ہوتے ہیں کہ ابھی بھی ہمیں سنبھالو اور بچالو ورنہ اگر ہم نے عبادت سے منہ موڑ لیا تو ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ مختلف دوستوں کو میں مختصراً مختلف جواب دیتا ہوں لیکن یہ مضمون اتنا اہم ہے کہ باوجود اس کے کہ میں اس سے پہلے بھی اس پر روشنی ڈال چکا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مختلف پہلوؤں سے، مختلف زاویوں سے بار بار اس مضمون کو جماعت کے سامنے کھولنا چاہیئے۔

سورۃ فاتحہ کی رو سے اُس سوال کا جواب

آج کے خطبے میں مَیں سورۃ فاتحہ کے نقطۂ نگاہ سے اس پر روشنی ڈالوں گا۔ سورۂ فاتحہ میں درحقیقت تمام سوالات کا حل ہے اور کوئی بھی ایسی مشکل نہیں جسے یہ کشادہ کردے۔ اسی لئے اس کا نام فاتحہ رکھا گیا یعنی ہر چیز کو کھولنے والی چابی۔ اگر آپ اس سورۃ پر غور کریں تو کوئی دنیا کا ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کی کنجی آپ اس میں نہ پائیں۔ مختصر تعارف اس کا یہ ہے کہ اسے امّ الکتاب بھی کہا گیا ہے یعنی یہ قرآن کریم کی ماں ہے۔ اور بھی بہت سے اس کے نام ہیں۔ اس کی سات آیات ہیں اور سات ہی مضامین پر اس میں بحث کی گئی ہے۔ ہر انسان اپنی ہر نماز کی ہر رکعت میں اس سورۃ کو پڑھتا ہے۔ یہ سورۃ ہر مسئلے کا حل اپنے اندر رکھتی ہے خود اس کے متعلق بھی سوال اٹھائے جاتے ہیں کہ ایک ہی سورۃ ہم مسلسل پڑھتے چلے جائیں تو کیا اس سے بوریت نہیں ہوگی۔

عیسائی تو ہفتے میں ایک دفعہ یعنی اتوار کے دن جاکر کچھ باتیں سنتے یا دہراتے ہیں لیکن مسلمان ہر روز ہر نماز ہی نہیں (جو پانچ دفعہ پڑھی

جاتی ہے) بلکہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کا اعادہ ضرور کرنا ہے اور اس کو تکرار سے پڑھتا چلا جاتا ہے۔ ایک ہی کھانا اگر روز کھایا جائے تو انسان تنگ آجاتا ہے۔ دیکھئے یہود اسی وجہ سے کتنی بڑی ٹھوکر کھا گئے تھے کہ کھلم کھلا خدا کی نعمت کے خلاف بغاوت کی یہ کہہ کر کہ ہم ایک نعمت پر ہمیشہ کے لئے راضی نہیں رہ سکتے، ہمیں تو مختلف قسم کے کھانے دیئے جائیں انسان روزانہ ایک کھانا کیسے کھائے۔ بعض اعتراض اٹھانے والے تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اس مصیبت سے تو مذہب سے دور ہٹنا ہی بہتر ہے۔ جب تحریک جدید کا آغاز ہوا تو احمدیوں کے لئے بھی کچھ اسی قسم کا ابتلاء آیا تھا۔ غربا تو ایک کھانے پر راضی ہوتے ہی ہیں لیکن تحریک جدید نے جب ایک کھانا کہا تو امراء کو بھی اس کا پابند کر دیا۔ لیکن اس میں اور یہود کے ابتلاء میں ایک بہت بڑا فرق تھا۔ یہود کا ابتلاء یہ تھا کہ انہیں روزانہ ایک ہی کھانا کھانا پڑتا تھا حتیٰ کہ کھانے کی قسم بھی تبدیل نہیں ہوتی تھی۔ لیکن تحریک جدید کے پروگرام میں تو روزانہ آپ صبح سے شام، شام سے صبح کھانے کی قسمیں تبدیل کر سکتے تھے۔ تو بہت بڑے ابتلاء میں یہود ڈالے گئے تھے اور آخر ایک بڑا حصہ اس میں ناکام رہا۔ بعید نہیں کہ اس میں بھی وہی مضمون ہو جو سورہ فاتحہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی ظاہری طور پر ایک کھانا بھی اُن کو دیا گیا ہو گا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ روحانی غذا کا ذکر زیادہ ہے۔ کوئی ایسی روحانی غذا ان پر لازم کی گئی جسے اُنہیں ہمیشہ تکرار کے ساتھ دہراتے چلے جانا تھا اور جس سے چمٹے رہنا تھا۔ پس ظاہری طور پر بھی ایک کھانا اور روحانی لحاظ سے بھی ایک کھانا اس سے تو وہ دہرے ابتلاء میں مبتلا ہو گئے۔

قرآن کریم نے جب سورۃ فاتحہ کو اُمّ الکتاب قرار دیا اور بار بار دہرائی جانے والی آیات قرار دیا تو یہی وہ مضمون ہے جس کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم نے ہر نماز کی ہر رکعت میں اسے پڑھنا فرض قرار دے دیا اور یہ نمازوں میں بار بار دہرائی جانے لگی۔

"الحمد" سے سورۃ فاتحہ کے جملہ مضامین کا دائمی تعلق

اب میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ یہ ایک ایسی بار بار پڑھی جانے والی سورۃ ہے جس کے اندر اس کے متعلق اٹھائے جانے والے سارے سوالات کا جواب موجود ہے۔ سورۃ فاتحہ کی اس مناسبت کے ساتھ تفسیر کرنا بہت ہی زیادہ وقت چاہتا ہے لیکن میں کوشش کرتا ہوں کہ مختصر وقت میں اس مضمون کا تعارف آپ سے کروا دوں تاکہ بعد میں آپ سوچتے رہیں اور اس سے استفادہ کریں۔ جو سات مضمون اس میں بیان ہوئے ہیں ان میں سے چار صفات باری تعالیٰ ہیں اور ایک عبادت کا عہد ہے اور ایک استعانت ہے یعنی مدد مانگنا اور ایک ہدایت کا ذکر ہے یعنی ہدایت طلب کرنا۔ یہ سات باتیں اس میں بیان ہوئی ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ یہاں جو لفظ "الحمد" ہے اس کا اس سارے مضمون سے تعلق ہے۔ صفات باری تعالیٰ چار ہیں لیکن حمد ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک دائمی یعنی لازمی اور ہمیشہ کا تعلق رکھتی ہے اور بعد میں بھی جتنے مضامین بیان ہوئے ہیں ان سب کا حمد سے تعلق ہے۔ پس حمد سورۃ فاتحہ کا ایک رنگ ہے۔ اسی لئے اسے الحمد بھی کہا جاتا ہے۔ جہاں تک حمد کا تعلق ہے یہ چونکہ ہر مقام شکر پر ادا کی جاتی ہے اس لئے جب بھی ہم نے خدا کا شکر ادا کرنا ہو تو الحمد کو شکر کے معنوں میں بھی ادا کرتے ہیں یعنی جب بھی کہا ہو اے خدا! ہم تیرے بے حد ممنون ہیں، تُو نے بہت احسان کیا، تیرا شکریہ تو الحمد للہ منہ سے نکلتا ہے۔ گویا حمد اور شکر دونوں ہم معنیٰ ہو گئے اور کثرت استعمال نے یہ معنے حمد کو عطا کر دیئے ہیں۔ تو سب سے پہلی بات جو سورۃ فاتحہ ہمیں بتاتی ہے جس کا سورۃ فاتحہ کے سارے مضمون سے تعلق ہے وہ حمد ہے۔ اگر حمد کا لفظ بغیر سوچے ادا کر دیا جائے تو باقی سارے مضامین خالی رہیں گے کیونکہ حمد کا دروازہ وہ دروازہ ہے جس سے داخل ہو کر سورۃ فاتحہ کے باقی مضامین سمجھ آتے ہیں اور اُن میں رس بھرتا ہے۔ تو پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ جب آپ پڑھتے ہیں تو لفظ الحمد پر ٹھہر کر غور تو کیا کریں کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ سب تعریف، ہر قسم کی تعریف، مکمل تعریف خدا ہی کے لئے ہے۔ ایسا شخص جس کو نماز میں مزا نہیں آتا اس کے قبلے جدا ہوتے ہیں، اس کی لذّت یابی کی راہیں الگ ہوتی ہیں، اس کے سامنے کوئی دوست ہوتا ہے کوئی مطلوبہ چیز ہوتی ہے کوئی اور ایسی طلب ہوتی ہے جس کے ساتھ اس نے اپنی حمد کو وابستہ کیا ہوتا ہے۔

عبادت میں لذّت کیلئے قبلہ کا قبلہ نما ہونا ضروری ہے

پس لذّت تو وہاں آتی ہے جہاں لذّت کا قبلہ ہو۔ اگر قبلہ اور طرف ہو اور آپ کا منہ اور طرف ہو تو آپ کو بے چینی پیدا ہوگی، لذّت نہیں آئے گی۔ پس لفظ حمد پر غور کرنا بہت ضروری ہے اور اس کا ایک آسان طریق یہ ہے کہ اپنی ذات کا تجزیہ کیا جائے اور انصاف کے ساتھ اور تقویٰ کے ساتھ انسان پہلے یہ تو معلوم کرے کہ مجھے کون کون سی چیزیں اچھی لگتی ہیں، کون کون سی چیزیں ایسی ہیں جن سے مجھے پیار ہے۔

ان چیزوں کو اگر نماز کے ساتھ باندھ دیا جائے تو نماز بھی پیاری لگنے لگے گی۔ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے حقیقت میں انسان کو بڑی وسیع نظر سے اپنی ساری زندگی اور اس کے مقاصد کا جائزہ لینا پڑے گا اور وسیع نظر سے ہی نہیں بلکہ گہری نظر سے بھی جائزہ لینا پڑے گا۔ اور جب انسان اپنے حمد کے مقامات کا تعین کر لے کہ میرے نزدیک یہ چیز باعثِ حمد ہے، یہ چیز قابل حمد ہے، یہ چیز تعریف کے لائق ہے تو اس وقت الحمدللہ کا ایک اَور مضمون اُس کے سامنے ابھرے گا۔ اور وہ مضمون یہ ہے کہ جو چیز بھی اس کو اچھی لگتی ہے اُس کو اچھا بنانے میں خدا کی تقدیر نے کام کیا ہے، خدا چاہے تو اُسے اچھا رکھے گا، جب چاہے گا وہ اچھی نہیں رہے گی۔ پھر یہ کہ اس چیز کی اچھائی ذاتی نہیں، دائمی نہیں۔ بعض دفعہ ایک چیز ایک خاص حالت میں ہی اچھی لگتی ہے۔ مثال کے طور پر نیا بنا ہوا گھر بہت ہی خوبصورت لگتا ہے۔ اس کے ساتھ انسان کی طبعی حمد وابستہ ہو جاتی ہے لیکن پچاس، ساٹھ، ستر سال کے بعد جب اُس کی چولیں ڈھیلی ہو جائیں، جب وہ جراثیم سے بھر جائے، ہر طرف سے اس کا رنگ اجڑ جائے، اس کا نقشہ بدلنے لگے، چیزیں ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگیں تو اسی گھر سے وحشت ہو گی، حمد رفتہ رفتہ اس کو چھوڑ دے گی۔ ایک خوبصورت چیز اچھی لگتی ہے۔ لیکن جب تک اس کی خوبصورتی قائم ہے اس وقت تک طبعاً اس کی طرف رغبت قائم رہتی ہے اور جب خوبصورتی مٹ جائے تو پھر یا تو انسان اُس سے متنفّر ہو کر دور بھاگنے لگتا ہے یا اگر وہ صاحبِ وفا ہے تو ایک اور صفت اس کے کام آتی ہے اور وفا اُس کو اس کے ساتھ تعلق قائم رکھنے پر مجبور کرتی چلی جاتی ہے لیکن وہ طبعی بے اختیار محبت جو حُسن کے ساتھ وابستہ ہے وہ ویسی نہیں رہ سکتی۔ اسی لئے وفا اور جفا میں یہی فرق ہے۔ حُسن اگر ہو گا تو نہ وفا کی ضرورت ہے نہ جفا کا سوال۔ جب حُسن مٹ جائے یا پیچھے ہٹنے لگے تب یہ دو مضامین آگے بڑھتے ہیں اور صاحبِ وفا کا تعلق اُس چیز سے قائم رہتا ہے جو حُسن چھوڑ بیٹھتی ہے اور صاحبِ جفا اُس سے آنکھیں بدل لیتا ہے۔ تو امر واقعہ یہ ہے کہ الحمدللہ کی ایک تفسیر ان چیزوں پر غور کرنے سے بھی آپ کے سامنے ابھرے گی۔ جو چیز بھی آپ کو پیاری ہے اُس پر آپ غور کر کے دیکھ لیں، اس کا حُسن دائمی نہیں ہے، اس کی لذّت دائمی نہیں ہے۔ بلکہ اگر اس میں لذّت موجود بھی ہو تو سیری کے بعد آپ کی نظر میں اس کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ مزیدار کھانا آپ شوق سے کھاتے ہیں۔ وہ آپ کو میسر ہو کثرت کے ساتھ، عین آپ کی خواہشات کے مطابق تیار ہوا ہو لیکن جب پیٹ بھر جائے گا تو اُس کی حمد ختم ہو جائے گی۔ دوبارہ جب آپ کو کوئی دے گا تو آپ پہلے تو تکلّف سے مسکرا کر کہیں گے کہ نہیں نہیں، کوئی ضرورت نہیں۔ اگر وہ زبردستی کھلائے گا تو آپ کا دل چاہے گا کہ اس کو جوتیاں ماریں کہ اس نے کیا مصیبت ڈالی ہوئی ہے۔ بچّے چونکہ بے تکلف ہوتے ہیں وہ صاف ماؤں کے منہ پر بات مارتے ہیں کہ بس نہیں کھانا جو مرضی کر لیں۔ تو حمد حُسن کے ہوتے ہوئے بھی ختم ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن ایک ذات ہے جس نے وہ حمد ان چیزوں میں رکھی ہے، اس کی حمد دائمی ہے۔ وہ ذاتی حمد ہے اور اسی نے پیدا کی ہے۔ جب چاہے وہ حمد چھین لے۔ جب اِن باتوں پر آپ غور کرتے ہیں تو آپ کا ہر قبلہ خدا کی طرف اشارہ کرنے لگتا ہے۔ قبلہ اپنی ذات میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ چنانچہ غالب نے اسی مضمون کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے یعنی گو اِن معنوں میں تو اس نے یہ مضمون بیان نہیں کیا جن معنوں سے سورۃ فاتحہ کا تعلق ہے لیکن چونکہ وہ صوفیانہ مزاج بھی رکھتا تھا اس لئے بعض دفعہ اچھی اچھی حکمت کی باتیں بیان کر دیا کرتا تھا۔ کہتا ہے ؎

ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں

یعنی ہم بظاہر قبلے کی طرف منہ کرتے ہیں لیکن ہمارا مسجود قبلے سے پرے ہے۔ قبلہ فی ذاتہٖ مسجود نہیں ہے۔ جو نظر رکھنے والے لوگ ہیں، صاحبِ نظر لوگ وہ قبلے کو قبلہ نما کہتے ہیں یعنی قبلہ دکھانے والا۔ تو اس نگاہ سے اگر آپ کائنات کی کسی چیز کو بھی دیکھیں تو ہر چیز کے ساتھ حمد کا ایک تصور وابستہ ہے اور ہر چیز قبلہ نما بن جاتی ہے۔ پس صرف وہی چیزیں نہیں جو آپ کے لئے محمود ہیں اور آپ کو محبوب ہیں بلکہ کسی چیز پر بھی آپ نظر ڈالیں، کوئی چیز بھی حمد سے خالی نہیں۔ اس کے ساتھ ہی فرمایا۔ لِلّٰہِ ربِّ العالمین ربوبیت کا حمد سے ایک بہت گہرا تعلق ہے۔ میرے لئے یہ تو ممکن نہیں ہو گا کہ حمد کے مضمون کو اِن سات مضامین سے باندھ کر تفصیل سے یہاں بیان کروں لیکن یہ نمونہ آپ کو دے رہا ہوں تا کہ ان باتوں پر غور کر کے اپنی نمازوں کے ان سات برتنوں کو ایسے رس سے بھر دیں کہ ہر برتن میں آپ کے لئے ایک تسکین بخش شربت موجود ہو جسے پی کر آپ لذّت حاصل کریں۔

ربوبیّت کے مضمون کے ساتھ حمد کا گہرا اور وسیع تعلق

اب ربوبیّت کے مضمون کے ساتھ حمد کا جو تعلق ہے وہ بہت ہی گہرا اور بہت وسیع ہے۔ میں نے آپ کے سامنے کھانے کی مثال پیش کی۔ کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ کھانا جب فضلے میں تبدیل ہو جاتا ہے، گندگی اور بدبو میں تبدیل ہو جاتا ہے تو پھر کہاں حمد اس میں باقی رہ سکتی ہے اور حمد کے مضمون کو میں اس کے ساتھ کیسے باندھوں گا۔ تو اس کا جواب یہ

ہے کہ نظر کر کے دیکھو، ربوبیّت کا اس کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے کیونکہ جو چیز تمہارا گند ہے وہ خدا کی کائنات میں بعض اور مخلوقات کے لئے ایک نعمت ہے اور وہ نعمت مختلف شکلوں میں اس کی دوسری مخلوق کو پہنچ رہی ہے۔ ایسی بدبودار کھاد جس کے پاس سے گزرا بھی نہیں جاتا وہ پودوں کے لئے ایک نعمت ہے۔ اسی سے رنگ برنگ کے پھول نکلتے ہیں اور خوشبوئیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ رزق پیدا ہوتا ہے جو آپ کے لئے حمد بن جاتا ہے۔ عظیم مضمون ہے ربّ العالمین کی حمد کا کہ کوئی ایک ذرّہ بھی کائنات کا ایسا نہیں جو استعمال ہونے کے بعد بھی حمد کے مضمون سے خالی ہو۔ ہاں ایک طرف سے خالی ہوتا ہے دوسری طرف سے بھر جاتا ہے۔ ایک کی ربوبیّت کرتا ہے جب اس کی پیاس بجھا دیتا ہے تو خدا کی ایک اور مخلوق کی ربوبیّت کے لئے تیاری کرتا ہے۔ پس اس پہلو سے جب آپ کائنات پر نظر ڈالیں تو کوئی ایک زندگی کا ذرّہ بھی نہیں ہے جو کسی نہ کسی حالت میں کسی چیز کے لئے باعثِ حمد نہ ہو۔ عالمین نے اس بات کو کھول دیا ہے کہ تم خدا کو اپنی طرح ایک چھوٹی ذات نہ سمجھا کرو جب اس کی طرف حمد منسوب کرو اور اس کی ذات میں حمد تلاش کرو تو ربّ العالمین کے طور پر حمد تلاش کرو۔ اور ساری کائنات کی ربوبیّت کے لئے اس نے جو نظام جاری فرمایا ہے اگر اس پر غور کرو تو تمہاری نظر چندھیا جائے گی۔ تم ساری زندگی لمحہ لمحہ بھی غور کرتے چلے جاؤ گے تو یہ مضمون ختم نہیں ہوگا۔ ناممکن ہے کہ یہ مضمون کبھی ختم ہو سکے۔ یہ ایسی بدیہی بات ہے کہ اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔ اس زمین میں اور زمین کی اس فضا میں جو اس زمین کا حصّہ ہی ہے۔ جتنی بھی مختلف کیمیائی اجزاء موجود ہیں، مختلف قسم کے ذرّات موجود ہیں یہ تمام کے تمام مختلف شکلوں میں ڈھلتے چلے جاتے ہیں اور ایک پہلو سے استعمال ہوتے ہیں تو پھر ایک دوسرے پہلو کے لئے تیار ہو کر نکل جاتے ہیں اور کوئی WASTE نہیں، ضیاع کا کوئی تصور نہیں ہے۔ ناممکن ہے کہ ہم خدا کی اس زمین اور اس کے جوّ میں سے ایک ذرّہ بھی ضائع کر سکیں۔ کیونکہ وہ دوبارہ ری سائیکل (RECYCLE) ہوتا ہے اور یہ توازن اتنا عظیم الشان ہے کہ اتنی بڑی زمین، اتنی بڑی اس کی جوّ اور ان گنت ذرّوں پر مشتمل لیکن ایک ذرّہ بھی بلا مبالغہ اس میں سے ضائع نہیں ہو رہا۔ جس طرح چاہیں آپ اس کو استعمال کر کے اس کا حُسن چاٹ جائیں، اس کو ختم کر دیں وہ جو بھی نئی شکل اختیار کرے گا کسی اور پہلو سے وہ جلوہ دکھانے لگے گا، کسی اور کے لئے حسین بن کے ابھرے گا۔ ایک کا زہر ہے تو دوسرے کے لئے تریاق بن جائے گا۔ ایک کا تریاق ہے تو وہ کچھ دیر کے بعد اسی کے لئے زہر بن جاتا ہے اور ایک اور کے لئے تریاق بن جاتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن پڑھتے وقت اگر انسان ٹھہر کے سوچے اور خدا تعالیٰ کی ذات کی وسعت اور عظمت کا تصوّر کرے اور جس طرف نظر ڈالے وہاں حمد ہی کا مضمون دکھائی دے تو کیا یہ ممکن ہے کہ ایک انسان ساری عمر سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت صرف الحمد للّٰہ ربّ العالمین کا حق ادا کر سکے، بالکل ناممکن ہے۔

عبادت میں اُکتاہٹ سے بچنے کا طریق

پس کون کہتا ہے کہ یہ بار بار دہرائی جانے والی امّ الکتاب انسان کے لئے بوریّت اور اُکتاہٹ کا مضمون پیدا کرتی ہے، اُکتاہٹ کے مواقع پیدا کرتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہر انسان کی اُکتاہٹ اُس کے اندر سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر اُسے محبت کا سلیقہ نہیں تو ہر چیز سے وہ اُکتا جائے گا۔ اچھی سے اچھی چیز بھی اس کو بھلی معلوم نہیں ہوگی۔ پس اگر اُکتاہٹ سے پناہ مانگنی ہے تو اپنے اندر محبت کا سلیقہ پیدا کریں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ کسی بات سے بھی خوش نہیں ہوتے۔ اُن کے ماتھے پر تیوری چڑھی ہوئی ہوتی ہے جو چیز مرضی دیں یہی کہیں گے کہ نہیں جی! فضول، بکواس۔ ہر چیز پر تنقید کرتے ہیں۔ ہر چیز اُن کو بُری لگتی ہے۔ وہ قنوطی ہوتے ہیں جہاں جاتے ہیں لوگوں کو مصیبت پڑ جاتی ہے۔ اس کی وجہ ہرگز یہ نہیں ہوتی اُن کے سامنے خدا کی کائنات حمد سے خالی ہوتی ہے۔ یا یہ کہ دنیا میں اچھے لوگوں کا فقدان ہوتا ہے یا خوبیاں ہی دنیا سے غائب ہو چکی ہوتی ہیں۔ قصور خود ان کا اپنا ہوتا ہے اُن کے اندر ایک یبوست پائی جاتی ہے، ایک ایسی خشکی ہوتی ہے جو اُن کو محبت سے عاری کر دیتی ہے۔ پس اگر محبت کی نظر پیدا کریں یعنی حُسن دیکھنے اور اُس سے استفادے کی نظر پیدا کریں تو خدا تعالیٰ کی حمد آپ کو ساری کائنات میں عظیم تر وسعتوں کے ساتھ اس طرح بکھری ہوئی اور پھیلی ہوئی دکھائی دیتی ہے کہ ایک ذرّے کے دل میں بھی آپ اتر جائیں تو اُس میں بھی حمد کا ایک نیا جہان آپ کو دکھائی دینے لگے گا۔ پھر خدا رحمان بھی ہے اور رحیم بھی ہے اور مالکِ یوم الدّین بھی ہے۔ ان صفات باری تعالیٰ کے ساتھ آپ حمد کو باندھیں تو پھر آپ دیکھیں کہ کتنے کتنے نئے حسین نقشے کائنات کے آپ کے سامنے ابھرتے ہیں اور ہر نقشے کے ساتھ خدا کی ہستی کا تصوّر وابستہ ہوتا ہے۔ ہر حسین چیز کو خدا تعالیٰ حُسن عطا کر رہا ہوتا ہے۔ تو وہ نماز لذّت سے کیسے خالی ہو جاتی ہے جس نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور بے پناہ حُسن کے جہان وہ نظر کے سامنے کھولتی چلی جاتی ہے۔ آپ وقت نہ ہونے کی وجہ سے یا غور کی زیادہ قوّت نہ پانے کی وجہ سے، استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے آگے گزر جائیں تو آپ کی مرضی ہے ورنہ سورۂ فاتحہ کے ہر لفظ پر ٹھہر جائیں تو ساری زندگی اس ایک لفظ پر غور کرنے

میں گزر سکتی ہے اور بغیر اُکتاہٹ کے گزر سکتی ہے۔ ایک عجیب مضمون ہے ہر ہر لفظ میں جو آگے ایک پورا جہان بناتا چلا جاتا ہے۔ پھر اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا مضمون ہے۔ عبادت کا حمد سے بہت گہرا تعلق ہے اگر حمد نہیں ہوگی تو عبادت بھی نہیں ہوگی۔ یہ دعویٰ کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں، ایک بہت بڑا دعویٰ ہے جو حمد کے مضمون سے گزرے بغیر بالکل جھوٹا بن جاتا ہے۔ جب تک انسان یہ اقرار نہ کرے اور پورے صدق دل سے اس اقرار کو سمجھ کر اُس کا قائل نہ ہو کہ تمام حمد خدا کے لئے ہے اس وقت تک تمام عبادت خدا کے لئے ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر حمد کا کوئی پہلو کسی اور کے لئے ہے تو عبادت کا ہر پہلو خدا کے لئے نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک ایسی حسابی بات ہے جس کے اندر کوئی تبدیلی ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ ایک EQUATION ہے MATHEMATICS کی۔ اور ایسی قطعی ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس EQUATION کو بدل نہیں سکتی۔

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جو اتنا عظیم مقام عطا ہوا کہ کائنات کی ہر چیز تو درکنار ہر نبی سے آگے بڑھ گئے تو اس مسئلے کو سمجھنے کا آخری نقطہ یہ ہے کہ آپؐ کی ساری حمد بلا استثناء خدا کے لئے ہو گئی تھی۔ اس لئے ایک وہ شخص تھا جو جب یہ کہتا تھا کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ تو کامل طور پر اس اقرار میں سچّا تھا، صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم۔ کیونکہ واقعۃً آپؐ کی ساری حمد خدا کے لئے تھی۔ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ ہم جب خدا سے مدد مانگتے ہیں تو اس سے پہلے یہ اقرار کر رہے ہوتے ہیں کہ اے خدا! ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تیری عبادت کرتے ہیں۔ ہر شخص کی نیّت یہی ہوگی اس سے تو انکار نہیں ہو سکتا یعنی انکار کرنے کا کسی کو حق نہیں لیکن یہ قطعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ کلیۃً اس مضمون کا حق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم نے ادا فرمایا اور پھر وہی ادا کر سکتا ہے جو آپؐ کا کامل غلام ہو۔

استعانت کا مضمون عبادت سے ازخود پیدا ہوتا ہے

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ دعا کرنے والا خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتا یعنی وہ قطعی طور پر خدا ہی کی عبادت کرتا ہے اور کسی کی عبادت نہیں کرتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مدد اسی سے مانگے گا اور کوئی مدد کے لئے رہا ہی نہیں کیونکہ جب معبود اٹھ گئے تو معبود تو ہوتے ہی وہ ہیں جس کے سامنے انسان اپنی ساری ہستی جھکا دیتا ہے اور اس سے بڑا اور کسی کو نہیں دیکھتا۔ اس کے بعد اور کون سا دروازہ رہ جاتا ہے جس کو کھٹکھٹانے کے لئے وہ اپنی ضروریات کی خاطر جائے گا۔ پس اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا مضمون اِیَّاکَ نَعۡبُدُ سے ازخود پیدا ہوتا ہے اور اتنا ہی پیدا ہوتا ہے جتنا کہ کہنے والے کے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے اندر سچائی پائی جاتی ہے، اس سے زیادہ نہیں۔ پس اگر کسی کی عبادتیں حمد سے خالی ہوں اور حمد غیروں کے لئے ہو خواہ بظاہر ان کی عبادت کرے یا نہ کرے تو اس کی حمد سکڑ کر چھوٹی سی رہ جاتی ہے۔ کہتا تو یہ ہے کہ اے خدا! میں صرف تیری عبادت کرتا ہوں (جو موحّد ہو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اے خدا! میری نیّت یہی ہے کہ تیرے سوا کسی کی عبادت نہ کروں) لیکن اس کی حمد چونکہ دنیا میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے اور لوگ خود قبلہ بن چکے ہیں بجائے اس کے کہ وہ قبلہ نما ہوں اس لئے اس پہلو سے اس کی عبادت جتنا حمد سے خالی ہوتی ہے اتنا ہی سُکڑ کر اس طرح بن جاتی ہے جیسے کوئی فالج زدہ جسم ہو۔ اُس کا ہاتھ، ہاتھ تو رہتا ہے لیکن سُکڑ کر پہلو کے ساتھ بغیر طاقت کے لٹک جاتا ہے، اسی طرح عبادت کی ظاہری شکل تو رہے گی لیکن چونکہ حمد سے خالی ہوگی اس لئے وہ جان سے خالی ہوگی، وہ زندگی سے خالی ہوگی، وہ روح سے خالی ہوگی، وہ طاقت سے خالی ہوگی، وہ اثر سے خالی ہوگی اور اسی نسبت سے اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں کمزوری آجائے گی۔ خدا کی تقدیر اندھی تو نہیں ہے۔ خدا کی تقدیر اتنی صاحب بصیرت ہے کہ اُن باریک ترین چیزوں کو بھی دیکھتی ہے جن پر انسان کی نظر پڑ ہی نہیں سکتی۔ اللہ کی تقدیر ازخود اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا جواب بنتی ہے لیکن یہ دیکھ کر جواب بنتی ہے کہ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں کتنی استطاعت ہے۔ کیونکہ مانگنے کی استطاعت دیکھی جاتی ہے اور ظرف کے مطابق دیا جاتا ہے۔ پس ایسا شخص جس کی عبادت چھوٹی سی رہ گئی ہو اس کی استطاعت کا جواب بھی اتنا ہی ملے گا اور اس میں کوئی ظلم نہیں۔ یہ اس بات کا ایک طبعی منطقی نتیجہ ہے۔ آپ جب خدا سے یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں تو جواب یہ مل سکتا ہے کہ تُو فلاں کا بھی دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، فلاں کا بھی کھٹکھٹاتا ہے۔ تیرے نزدیک فلاں شخص اتنی عظمت رکھتا ہے کہ جب سچ اور جھوٹ کا سوال ہو تو اس کی عظمت کے سامنے تو سچ کو قربان کرتے ہوئے بھی جھک جاتا ہے۔ تیرے ذہن میں فلاں چیز کی اتنی طاقت ہے کہ اس سے مدد مانگنے کی خاطر تُو ہر اُس فعل پر آمادہ ہو جاتا ہے جس سے خدا نے منع کیا ہوا ہے۔ غرضیکہ یہ ایک بہت ہی تفصیلی مضمون ہے روزمرّہ کی زندگی میں اگر ہم اپنی ذات پر اور گردوپیش پر اسے چسپاں کریں تو آدمی اگر صاحبِ ہوش ہو تو اس کے ہوش اُڑ جائیں۔ ساری عمر کی عبادتوں میں اگر وہ مغز ڈھونڈنے لگے تو اتنا تھوڑا ملے گا جیسے جلے ہوئے گھر سے راکھ ٹٹول کر انسان اپنی کوئی چھوٹی سی چیز تلاش کر رہا ہو۔ پس جو عبادتیں خالی ہوں گی وہ کیا مانگیں گی؟ کیونکہ ہر مانگنے کے جواب میں، ہر سوال کے جواب

میں خدا کی تقدیر اُسے یہ کہہ رہی ہوگی کہ ناں ناں! تم ایسی باتیں نہ کرو۔ تکلّف نہ کرو۔ تم دوسروں کی عبادت کیا کرتے تھے خواہ ظاہری طور پر نہ سہی لیکن جب مدد مانگنے کا وقت آتا تھا تو کسی اور کو طاقتور سمجھتے تھے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا کرتے تھے۔ اس لئے بے تکلّفی سے صاف حق کا اقرار کرلو۔ بات یہ ہے کہ تم میرے دروازے کھٹکھٹانے کا تکلّف کرنے کے اہل نہیں ہو۔ جس کی حمد تمہارے دل میں ہے۔ جس کی حقیقی عبادت کرتے ہو اسی سے مانگو اگر وہ تمہیں کچھ دے سکتا ہے۔

عبادات کی طرح دعاؤں کی بھی ایک سائنس ہے

پس یہ جو فرق ہے کہ بعض دعائیں قبول ہوتی ہیں اور بعض نہیں۔ آنسو فرق نہیں پیدا کیا کرتے۔ بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہمیں عبادت میں کس طرح مزا آئے۔ ہم روتے روتے سجدہ گاہوں کو تر کر دیتے ہیں مگر ہماری مطلوبہ چیز نہیں مل رہی۔ ان کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ جس چیز کو وہ خدا بنا بیٹھے ہیں پھر اس سے اُسی کا وجود مانگیں کیونکہ جب وہ اتنی زیادہ پیاری لگنے لگ گئی ہو کہ وہی قبلہ بن چکی ہو اور خدا کی طرف حمد صرف لفظوں سے منسوب کی جا رہی ہو اور فی الحقیقت خدا کی کائنات میں دوسری مختلف چیزیں انسان کی نظر میں محمود بن گئی ہوں، قابلِ حمد بن گئی ہوں تو جب وہ خدا کے حضور روتا ہے تو حمد کی وجہ سے نہیں روتا، وہ اس وجہ سے روتا ہے کہ اس کی طلب نہیں پوری ہو رہی۔ بیمار جب چیخیں مارتا ہے تو کسی تکلیف کی وجہ سے چیخیں مارتا ہے۔ ضروری تو نہیں کہ اس کی چیخوں سے اس کا علاج ہو جائے۔ علاج تو علاج کے علم کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس عبادات میں بھی ایک سائنس ہے۔ دعاؤں کی بھی ایک سائنس ہے۔ جو دعائیں مستجاب ہونے کا حق رکھتی ہیں وہی مستجاب ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ آنسوؤں سے خالی بھی ہوں، ابھی دعا نہ بھی بنی ہوں تب بھی وہ مقبول ہو جایا کرتی ہیں۔ اس کا راز اسی میں ہے کہ سورہ فاتحہ کو آپ سمجھیں اور حمد کے مضمون کو خدا تعالیٰ کی چار صفات پر اطلاق کرتے چلے جائیں پھر جب اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کہیں تو اپنے نفس کا جائزہ لیں اور غور کریں کہ کہاں کہاں آپ کی عبادت واقعۃً حمد سے لبریز ہے اور کہاں کہاں خالی ہے۔ اپنی روزمرہ کی زندگی کے حالات پر نظر ڈالیں تو اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کا مضمون ہی ایک ایسا مضمون ہے جو آپ کے قدم روک لے گا اور آپ کبھی بھی اس مضمون سے نئے نکات حاصل کئے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ سورہٗ فاتحہ کا ایک مضمون بھی ایسا نہیں جسے انسان ساری زندگی کے غور و خوض کے بعد ختم کر سکے تو بتایئے اُکتاہٹ پیدا کیسے ہو سکتی ہے۔ اُکتاہٹ تو ہوتی ہے جب ایک چیز بار بار اُسی شکل میں سامنے آئے۔ خدا تعالیٰ کا قرآن کریم میں یہ تعارف ملتا ہے کہ

کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ ۚ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (سورۃ الرحمٰن آیات ۳۰، ۳۱) خدا تعالیٰ کی ہستی ایسی ہے کہ ہر لحظہ اس کی شان بدل رہی ہے، اس سے انسان کیسے بور ہو سکتا ہے۔ اگر بدلتی ہوئی شان دیکھنے کی استطاعت کسی میں بھی پیدا ہو جائے، اُسے ایسی آنکھیں نصیب ہو جائیں جو بدلتی ہوئی شان کو دیکھ سکیں تو اس کے لئے تو خدا تعالیٰ کبھی پرانا ہو ہی نہیں سکتا۔ سورہ فاتحہ کے شیشوں سے آپ خدا کی بدلتی ہوئی شان دیکھ سکتے ہیں۔ یہ سورۃ فاتحہ وہ آلہ ہے، جیسے بعض چیزوں کو خاص نہج سے، قریب سے دور سے دیکھنے کے لئے دوربین یا خوردبین یا اسی قسم کے آلے یا کیمرے استعمال کئے جاتے ہیں اسی طرح سورہٗ فاتحہ کو بھی ایک صاحب بصیرت انسان خدا تعالیٰ کی صفات دیکھنے اور اس کی نئی نئی شانیں دیکھنے میں استعمال کر سکتا ہے۔ اور اگرچہ سورۃ فاتحہ میں صرف چار صفات کا ذکر ہے مگر امرِ واقعہ یہ ہے کہ ان چار صفات میں خدا تعالیٰ کی تمام صفات موجود ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ اس چھوٹی سی سورۃ کو اُمّ الکتاب کہا گیا ہے اور قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی تمام صفات کی بحث ہے۔ پس کیسے اسے اُمّ الکتاب کہہ سکتے ہیں اگر اس میں خدا تعالیٰ کی صفات میں سے صرف چار بیان کی گئی ہوں۔ ایسا جبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ چاروں صفات اُمّ الصفات ہوں۔ اور یہی امرِ واقعہ ہے۔ ان چار صفات کی جلوہ گری میں آپ کو خدا تعالیٰ کی تمام صفات دکھائی دے سکتی ہیں۔

تعلق باللہ کی جان اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے اقرار میں ہے

پس اُمّ الکتاب کا صرف یہ مطلب نہیں کہ سورہٗ فاتحہ میں مضامین ہیں۔ ان میں ہر لفظ جو بیان ہوا ہے وہ ماں کا درجہ رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی چار صفات اُمّ الصفات ہیں۔ عبادت کا مضمون خدا سے تعلق کے لحاظ سے ہر مضمون کی ماں ہے۔ یہ وہ (رستہ) ہے جس کے ذریعے خدا سے تعلق قائم ہوتا ہے اور اس کے بغیر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ زندگی کے کسی دائرے میں بھی خدا سے تعلق کا سوال ہو، خواہ بظاہر آپ نماز پڑھ رہے ہوں یا نہ پڑھ رہے ہوں، ہر وہ فعل حقیقت میں عبادت ہی ہے جس کے ذریعے یہ تعلق قائم ہو سکتا ہے۔ اس مضمون کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمارے سامنے اس طرح کھول کر بیان فرما دیا جب فرمایا کہ اگر تم بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتے وقت یہ سوچتے ہوئے لقمہ ڈالو کہ خدا راضی ہوگا اور خدا چاہتا ہے کہ تم اپنی بیوی کے حقوق ادا کرو اور اس سے حسنِ سلوک کرو تو تمہارا یہ فعل بھی عبادت بن جائے گا۔ اب دیکھ لیں اس چھوٹی سی مثال میں

انسانی زندگی کے ہر عمل کو عبادت میں تبدیل کرنے کا کتنا عظیم الشان نسخہ بیان فرما دیا گیا ہے۔ تعلق صرف نماز کے ذریعے قائم نہیں ہوتا بلکہ ہر آن انسان کے گرد و پیش ہونے والے واقعات اور اس کے تجارب کے ساتھ خدا تعالیٰ کی عبادت کا ایک تعلق ہے۔ انسان اپنے گرد و پیش میں ہونے والے واقعات سے متاثر ہو کر جو بھی ردِّ عمل دکھاتا ہے وہ ردِّ عمل عبادت کا رنگ بھی اختیار کر سکتا ہے اور عبادت سے دور بھی ہٹ سکتا ہے۔

پس اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں تعلق باللہ کی ماں بیان ہو گئی ہے یعنی اس ایک لفظ کے اندر، اس ایک عہد میں کہ اے خدا تیرے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کریں گے، عبادت ہم تیری کریں گے اور صرف تیری ہی کریں گے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں کسی اور کی عبادت نہیں کرتے، ہم غیر کی عبادت کا انکار کرتے ہیں، اس اقرار میں ہر تعلق باللہ کی جان ہے اور اس کو آپ جتنا وسیع کرتے چلے جائیں گے اُتنا ہی زیادہ آپ اس کے مطالب سے استفادہ کرتے چلے جائیں گے۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن میں بھی بظاہر آپ غیروں سے سوال بھی کرتے ہیں، بچہ ماں سے سوال کرتا ہے، باپ سے چیز مانگ لیتا ہے، دوست، دوست سے چیز مانگ لیتا ہے، اس میں اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن میں فرق کیا ہے؟ اس فرق پر جب آپ غور کریں گے تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ دوست کی حیثیت، ماں کی حیثیت، بچے کی حیثیت جب تک یہ حیثیتیں اصل مقام پر قائم نہ ہوں اور خدا کے مقابل پر ان کے مقام انسان کے پیشِ نظر نہ ہوں، اگر ان کے ضائع ہونے کے باوجود خدا باقی رہتا ہو اور ان کا حسن اور ان کی خوبیاں یوں دکھائی دیتی ہوں جیسے خدا کا حسن اور خدا کی خوبیاں ان میں منعکس ہو رہی ہوں تو پھر ان سے مانگنا خدا ہی سے مانگنا بن جائے گا اور غیر اللہ سے مانگنا نہیں رہے گا لیکن اگر ان کے مقام بگڑے ہوئے ہیں اور ان کے مقامات خدا تعالیٰ کے مقام سے الگ ہوں اور اس راہ پر نہ ہوں تو پھر یہ شرک کے آلات بن جائیں گے۔

پس قبلہ کو قبلہ نما کہنا اس مضمون کی وضاحت کر رہا ہے۔ جب ایک عبادت کرنے والا قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے تو اس لئے وہ مشرک نہیں ہے کہ قبلہ جس طرف بنا ہوا ہے وہاں موجود عمارت اس کے تصور میں ہی نہیں آتی، گویا وہ ہے ہی نہیں، صرف منہ اُس طرف کیا جاتا ہے لیکن نشانہ بالآخر خدا کے قدم ہیں جن کی عبادت کے سامنے انسان اپنا سر جھکاتا ہے۔ پس اس پہلو سے جب انسان حمد کے مضمون پر نگاہ ڈالتا ہے اور گرد و پیش سب پیاری چیزوں کو اس طرح سمجھنے لگتا ہے کہ ان کی اپنی کوئی حقیقت نہیں، میرے خدا ہی کا حسن ہے تو اس کے بعد جب اُن سے استعانت کرتا ہے تو اس استعانت کے بھی کوئی خاص معنے نہیں ہوا کرتے۔ نہ بھی ملے تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا اور اس کے مانگنے میں ایک استغناء پایا جاتا ہے، ایک عظمت پائی جاتی ہے، وہ جھک کر گر گر کر نہیں مانگتا، وہ جانتا ہے کہ خدا نے ہی اس کو دیا ہے۔ اگر یہ نہیں دے گا اور خدا نے مجھے دینا ہو گا تو ہزار رستے اُس کے دینے کے ہیں، اَن گنت راہیں ہیں جن سے وہ مجھے عطا کر سکتا ہے۔ تو عرفان جتنا جتنا بڑھتا چلا جاتا ہے اُتنا اُتنا نماز میں لذت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور عرفان بڑھانے کے لئے بہت غیر معمولی علم کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر انسان کا اپنا علم عرفان پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اب کائنات پر غور کرنے کے لئے ایک سائنس دان کا غور بہت وسیع ہو گا۔ اگر اُسے خدا تعالیٰ عرفان کی آنکھیں ہی نہ دے تو بڑے سے بڑے علم کے باوجود اس کو حمد کا مضمون سمجھ نہیں آئے گا لیکن ایک معمولی انسان ایک چرواہا، ایک گڈریا، ایک زمیندار، ایک کاشتکار یا ایک مزدور اگر بصیرت کی نظر رکھتا ہو تو وہ اپنے روزمرہ کے کاموں میں بھی خدا کی حمد دیکھ سکتا ہے اور حمد کے ترانے گا سکتا ہے۔

علم کے بغیر بھی عرفان نصیب ہو سکتا ہے

پس علم سے حمد ضرور بڑھتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، لیکن علم کے بغیر بھی عرفان نصیب ہو سکتا ہے۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کی جستجو کرے اور اس کے حسن کی تلاش کرے تو کوئی ایک جگہ، ایک مقام بھی ایسا نہیں جہاں سے جستجو کرنے والا خدا تعالیٰ کا حسن نہ دیکھ سکے۔ اور وہی حسن ہے جو دراصل حمد میں تبدیل ہوتا ہے جس کے بعد انسان بے اختیار کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ پھر روزمرہ کے انسان کے تجارب ہیں، خوشیاں ہیں، غم ہیں، خوف ہیں، اُن کے نتیجے میں روزانہ نماز کے یہ سات لفظ جو میں نے بیان کئے ہیں ان نئے نئے مضامین سے بھرے جا سکتے ہیں۔ ایک شخص کا ایک بچہ فوت ہو جاتا ہے، اس کو اور کوئی صدمہ پہنچتا ہے، اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کس طرح سچے دل سے حمد کریں۔ یہ کہنے والے صرف اس لئے یہ کہتے ہیں کہ اُن کے دماغ میں حمد اور شکر ایک ہی مضمون کے دو نام بن چکے ہوتے ہیں اور اکثر لوگ حمد صرف شکر کے معنوں میں کہتے ہیں، اُن کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ حمد کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا تو نقصان ہو گیا، ہم صدمے کی حالت میں ہیں یا خوف کی حالت میں ہیں، ہم کیسے حمد کہیں لیکن وہی وقت حمد کہنے کا ہوتا ہے کیونکہ ایک محمود چیز اُن کے ہاتھوں سے چلی گئی ہوتی ہے، ایک ایسی چیز اُن کی روح سے کھوئی جاتی ہے جس کے ساتھ اُن کی کوئی حمد وابستہ ہے اور وہ وقت

ہوتاہے یہ یاد کرنے کا کہ اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِین حمد تو اصل میں خدا کی ہے۔ خدا نے یہ حمد اس کو تھوڑی سی بخشی تھی عارضی طور پر تو وہ قابل ستائش تھا لیکن جس نے حمد عطا کی تھی وہ میرا ہے اور وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہنے والا ہے، وہ کبھی مجھے چھوڑنے والا نہیں۔ پس نقصان سے کچھ صدمہ تو ضرور ہوتا ہے لیکن اگر اس صدمے کو انسان حقیقی عرفان کی رو سے عارضی سمجھ لے تو وہ صدمہ عارضی بن جاتا ہے برخلاف اس کے اگر اس کی حمد ہمیشہ کے لئے اس عارضی وجود سے وابستہ ہو چکی ہو اور خدا کے علاوہ ایک باطل بت کے طور پر وہ ایک شخص سے پیار کرنے لگے تو اس کا نقصان بھی ہمیشہ رہے گا اور اس سے پتہ چلے گا کہ اس نے خدا کے علاوہ کسی اور شخص سے دائمی حمد منسوب کردی تھی۔ پس دیکھیں ایسے صدمے کے بعد اُس کی پہلی نماز کی پہلی رکعت بے اختیار اُس کی توجہ اس طرف مبذول کرادیتی ہے کہ اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِین۔ روز تمہیں یہ سبق دیا گیا۔ روز تم نے غور سے پڑھا، اچھا بھلا جانتے ہو کہ خدا کے سوا کوئی حمد کے لائق نہیں ہے، اگر یہ چیز ضائع ہوئی تو خدا ہی نے تو اسے حمد عطا کی تھی۔ اس لئے اگر کوئی حمد عطا کرنے والا اپنی چیز واپس لیتا ہے تو واپس دیتے وقت بھی تو شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ وہ شکوے کا وقت تو نہیں ہوا کرتا۔ آپ نے کسی کو کوئی چیز استعمال کے لئے دی ہو اور جب آپ واپس لیں تو وہ آگے سے گالیاں دینے لگ جائے کہ یہ چیز ابھی تم نے مجھے دی تھی، اب واپس لے کے جا رہے ہو تو آپ کا اس کے متعلق کیا تاثر ہوگا۔ لیکن اگر وہ شریف النفس ہے تو واپس دیتے وقت بھی شکریہ ادا کرے گا۔ لیکن یہ شکریہ تبھی ادا ہو سکتا ہے اگر مَالِکِ یَومِ الدِّین پر نظر ہو۔ جس کو انسان مالکِ کل سمجھتا ہے اسی کا شکریہ ادا کرتا ہے اور اس کے واپس لینے پر کوئی ناراضگی پیدا نہیں ہو سکتی۔ جتنی دیر اس نے موقعہ دیا غنیمت ہے، اس کا احسان ہے تو مَالِکِ یَومِ الدِّین نے اس حمد کا خدا تعالیٰ کی صفات کے ساتھ تعلق خوب کھول کر بیان کر دیا اور یہ مطلع کر دیا کہ اگر خدا کو مَالِکِ یَومِ الدِّین سمجھو گے تو اس کے ساتھ وابستہ ہر حمد ہمیشہ حمد ہی کی حالت میں دکھائی دے گی۔ اگر اس کو مَالِکِ یَومِ الدِّین نہیں سمجھو گے تو بعض موقعوں پر حمد کے اہل نہیں رہو گے۔ جب کسی پہلو سے تمہیں ابتلاء پیش آئے گا، کوئی چیز تم سے واپس لی جائے گی تو اگر تم خود مالک بن بیٹھے ہو گے، ہمیشہ کے لئے اس چیز کو اپنا بنا چکے ہو گے، ہمیشہ کے لئے اس کے ہو چکے ہو گے تو مَالِکِ یَومِ الدِّین پھر کہاں رہا۔ خدا تو اس کی ملکیت سے پھر الگ ہو گیا۔ پس سورۂ فاتحہ میں انسانی سوچوں کے جتنے بھی پہلو ہیں اُن تمام پہلوؤں کی سیرابی کی گئی ہے۔ انسان کی ہر تشنگی کو دور فرمایا گیا ہے۔ ممکن نہیں ہے کہ کوئی انسان سورۂ فاتحہ پر سے غور کرتے ہوئے گذرے اور کسی قسم کی تشنگی باقی رہے یا اُکتاہٹ محسوس ہو۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا کہ یہ کہو اِیَّاکَ نَعبُدُ تو اِیَّاکَ نَستَعِین میں یہ معنے رکھ لیا کرو کہ اے خدا! تیری عبادت کی نیّت تو ہے پر عبادت کی نہیں جاتی۔ اِیَّاکَ نَستَعِین، مدد بھی تجھ سے ہی مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا اور آہستہ آہستہ تمہاری عبادت صحیح مقام پر کھڑی اور قائم ہو جائے گی۔

نماز میں لذّت پیدا ہونے کا راز

پس یہ مضمون جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا بہت وسیع ہے اور ایک خطبے میں تو ناممکن ہے کہ اس کا پورا حق ادا کیا جا سکے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ مختصراً آپ کو سمجھاؤں کہ عرفان سے نماز میں لذّت پیدا ہوتی ہے اور اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی۔ بات سمجھنے کے باوجود اچانک آپ کی نماز زندہ نہیں ہو سکتی۔ جن دانوں میں رس نہ رہا ہو اگر وہ ابھی زندہ ہیں اور درخت سے تعلق رکھتے ہیں تو معاً علاج کے بعد ان میں رس تو نہیں بھر جایا کرتا، وقت لگتا ہے اور محنت کرنی پڑتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یٰۤاَیُّھَا الاِنسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدحًا فَمُلٰقِیہِ ۝ (سورۃ الانشقاق : آیت ۷) کہ اے انسان! تو خدا کی طرف محنت کر رہا ہے یعنی وہ انسان مخاطب ہے جو خدا کو پانے کے لئے محنت کرتا ہے۔ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدحًا تجھے بہت محنت کرنی پڑے گی اور تو بہت محنت کر بھی رہا ہے۔ ہم تجھے یہ یقین دلاتے ہیں کہ تیری یہ محنتیں ضائع نہیں جائیں گی۔ فَمُلٰقِیہِ تو ضرور اُس رب کو پا لے گا جس کی خاطر تو محنت اور جدوجہد کرتا ہے۔ تو عبادت کے باہر کے دروازے پر پہنچنے کی بجائے واپس عبادت کے مرکز کی طرف لوٹیں اور اپنی محنتوں کو جاری رکھیں اور خدا سے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ محنتوں کی بھی توفیق عطا فرمائے اور محنتوں کو پھل بھی لگا دے یہاں تک کہ نماز آپ کے لئے لذّتوں کا ذریعہ بن جائے، بوریّت اور اُکتاہٹ کا باعث نہ رہے۔

○○○

وقفِ جدید کا دروازہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازوں میں سے ایک ہے

(سیکرٹری وقفِ جدید)

مسعود احمد خان

مصلح موعود کی ایک عظیم الشان برکت

اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا

۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی جو عرفِ عام میں پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے موسوم ہے اولوالعزمی میں شہرہ آفاق اپنے رفیع الشان مصداق، اُس کے محیر العقول انقلاب انگیز کارناموں اور اُن کارناموں کے تاقیامت جاری رہنے والے عالمگیر اثرات کے لحاظ سے کرۂ ارض کی تقدیر بدلنے والی ایک بہت عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ اس پیشگوئی پر آج جبکہ سو سال کا عرصہ پورا ہو چکا ہے اس کے اصلی اور حقیقی مصداق سیّدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولوالعزمی اور آپ کے محیر العقول کارناموں اور ان کے نتیجہ میں عالمی سطح پر رونما ہونے والے انقلابِ عظیم پر غور کیا جائے تو اس پیشگوئی کی عظمت و اہمیت آشکار ہوئے بغیر رہتی اور دل اس یقین سے پُر ہو جاتا ہے کہ اب وہ دن دور نہیں ہے کہ جب نوع انسانی کے دینِ واحد پر آ جمع ہونے اور اس طرح اسلام کے ساری دنیا میں غالب آنے سے واقعی اس کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے گی۔ کیونکہ اس وقت پوری نوع انسانی کا ایک ہی دین ہو گا یعنی اسلام اور ایک ہی پیشوا ہو گا یعنی وہی نبیوں کا سردار حضرت اقدس محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس پیشگوئی کے الہامی الفاظ کی رو سے مصلح موعود کا اصل کام سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی اٹھائی ہوئی بنیادوں پر غلبۂ اسلام کی رفیع الشان عمارت تعمیر کر کے پوری نوع انسانی کو حصارِ عافیت میں لانا تھا۔ مصلح موعود کی ظاہری اور باطنی برکتوں کے زمین پر پھیلنے کے تعلق میں اس کی جس خاص برکت پر مجھے فی الوقت روشنی ڈالنی ہے اس کی طرف پیشگوئی کے ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ

"اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا"

جہاں تک اسیروں کی رستگاری پر منتج ہونے والی مصلح موعود کی خاص برکت کا تعلق ہے یہ برکت اپنے ظاہری اور باطنی ہر دو پہلوؤں کے اعتبار سے اس شان سے ظاہر ہوئی کہ دنیا ورطۂ حیرت میں پڑے بغیر نہ رہی۔ اس خاص برکت کے یہ دونوں پہلو سیّدنا حضرت المصلح الموعود نور اللہ مرقدہٗ کے دورِ خلافت میں اولاً علیحدہ علیحدہ وقتوں میں ظاہر ہو کر روحانی اسیروں اور جسمانی اسیروں کی رستگاری پر منتج ہوئے اور پھر ان دونوں پہلوؤں نے ایک ہی عظیم تر جلوے کی شکل اختیار کر کے اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے انقلاب کو بڑی شان سے اجاگر کر دکھایا۔

اسیروں کی رستگاری کے باطنی اور ظاہری ہر دو پہلوؤں پر روشنی ڈالنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس امر کو واضح کیا جائے کہ وہ کون سے اسیر تھے جنہیں مصلح موعود کی باطنی اور ظاہر برکت کے طفیل رستگاری نصیب ہونا تھی۔ اس ضمن میں یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ جس زمانہ میں مصلح موعود کے ظہور سے متعلق پیشگوئی کی گئی تھی اس وقت مغرب کی ترقی یافتہ عیسائی طاقتوں نے ایشیا، افریقہ اور مشرق بعید کے بیشتر علاقوں کو اپنے زیر نگیں لا کر اور وہاں کے کروڑوں باشندوں کی آزادی سلب کر کے انہیں خود اپنے ہی وطنوں میں سیاسی لحاظ سے اسیر بنا رکھا تھا۔ دوسری طرف ان عیسائی طاقتوں کے عالمگیر سیاسی غلبہ و استیلا سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں کے عیسائی پادریوں نے ان علاقوں میں اپنے تبلیغی مشن قائم کر کے لوگوں کو عیسائی بنانے کی زبردست مہم جاری کی ہوئی تھی۔ اس مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں انہیں مغرب کی عیسائی طاقتوں کی سرپرستی اور پشت پناہی حاصل تھی۔ اس طرح مشرقی اقوام و ملل کی جسمانی اسیری کے ساتھ ساتھ ان کی روحانی اسیری کا سلسلہ بھی زور شور سے جاری تھا۔ جو خود روحانی اسیر تھے وہ دوسری اقوام کے لوگوں کو جسمانی اسیری کے پہلو بہ پہلو روحانی اسیری کی زنجیروں میں بھی جکڑ رہے تھے۔ عیسائی پادریوں اور مناّدوں نے کرۂ ارض پر چھائی ہوئی عیسائی سلطنتوں کو مسیحیت کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کر کے لوگوں کو عیسائیت کے جال کے اندر پھانسنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ اور وہ ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کر رہے تھے کہ بیسویں صدی عیسائیت کے غلبہ کی صدی ہوگی۔ حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی حرمِ کعبہ میں بھی جا داخل ہوگی۔ اس زمانہ میں برصغیر کی فضا مشہور و معروف امریکی مناد ڈاکٹر جان ہنری بیروز کے بلند بانگ دعاوی سے گونج رہی تھی۔ عیسائیت کے بے پناہ فروغ اور مستقبل قریب میں اس کے متوقع عالمگیر غلبہ

سے متعلق بیروز کے لیکچروں اور دل خراش اعلانوں نے دیگر مذاہب کے پیروؤں کو بالعموم اور مسلمانوں کو بالخصوص لرزہ براندام کر رکھا تھا۔ صورت حال کی سنگینی کا اندازہ لگانے کے سلسلہ میں ڈاکٹر بیروز کی تقاریر کے دو مختصر اقتباس بطور نمونہ پیش کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ مغرب کی عیسائی طاقتوں کے عالمگیر سیاسی غلبہ و استیلاء کی آڑ میں عیسائی چرچ کی زبردست مشنری سرگرمیوں کے باعث عیسائیت کو مشرقی ممالک میں جو بے پناہ فروغ حاصل ہو رہا تھا اس کا تعلّی آمیز انداز میں ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر بیروز نے عیسائیت کے ساری دنیا میں غالب آنے کی خوشخبری سناتے ہوئے اپنے ایک لیکچر میں کہا۔

"عیسائی تہذیب کا پانی عرصہ دراز سے یورپ اور امریکہ کی بلند و بالا سرزمین میں جمع ہو رہا تھا اب وہ پانی ایک طوفانی دریا کی شکل میں افریقہ کے پیاسے صحراؤں اور ہندوستان کے میدانوں کی طرف نیز عیسائیت کی وسعت پذیر سلطنتوں کے دیگر نئے مفتوحہ علاقوں کی طرف زور شور سے بہہ نکلا ہے۔ ہم میں سے بعض کے نزدیک اس بڑھتے ہوئے سیلاب کا شور حزقیل نبی کے اس مکاشفہ کے از سرِ نو پورا ہونے پر دلالت کرتا ہے جس میں اسے ایک مقدس دریا دکھایا گیا تھا۔ یہ مقدس دریا اب آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ یہ مشرقی ممالک (یعنی ایشیا) کی طرف بھی بڑھے گا اور نیچے کی جانب صحراؤں (یعنی افریقہ) کا رخ بھی کرے گا حتیٰ کہ سمندروں کے کڑوے پانیوں کو بھی میٹھا کر دکھائے گا۔"

(بیروز لیکچرز ص ۲۳)

پھر اسی لیکچر میں اس نے عیسائیت کی عالمگیر فتوحات کی وسعت اور ہمہ گیری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بھی اعلان کیا۔

"وہ تمام ترقی جو انیسویں صدی میں عیسائیت کو نصیب ہوئی ہے وہ بہت سے مسیحیوں کے نزدیک ان فتوحات کی محض ایک خفیف سی جھلک ہے جو عیسائیت کو بیسویں صدی میں ملنی مقدر ہیں۔" (بیروز لیکچرز ص ۲۳)

★

ان کرب انگیز حالات میں مصلح موعود نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی ڈالی ہوئی مستحکم بنیادوں پر غلبۂ اسلام کی رفیع الشان عمارت تعمیر کرنا تھی۔ یہ صحیح ہے کہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جاری کردہ غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ آپ کے پیش کردہ نہایت درجہ وزنی اور محکم دلائل اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے درخشندہ آسمانی نشانوں سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے عیسائیت کو ہندوستان کی سرزمین میں شکست فاش دے چکی تھی۔ جماعت احمدیہ کی اس عظیم الشان جدوجہد کے نتیجہ میں پورے ہندوستان کو عیسائیت کا حلقہ بگوش کرنے سے متعلق پادریوں کی امیدوں پر پانی پھر چکا تھا اور برصغیر کے مسلمان پادریوں کے دام تزویر میں پھنسنے سے محفوظ ہو چکے تھے۔ لیکن اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ اقوام شرق و غرب تک اسلام کا پیغام پہنچا کر انہیں روحانی اسیری سے نجات نہ دلائی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی رو سے اقوام عالم کو روحانی اسیری سے نجات دلا کر حلقہ بگوش اسلام کرنے کا اہم اور عظیم الشان کارنامہ انجام دینا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے حسن و احسان میں نظیر اولوالعزم فرزند یعنی مصلح موعود کے لئے مقدر کر رکھا تھا اور اس نے پہلے ہی سے اس کی خبر دے رکھی تھی۔ چنانچہ سیدنا حضرت المصلح الموعود نور اللہ مرقدہ نے ۱۹۱۴ء میں خلافت احمدیہ کی مسند جلیلہ پر متمکن ہونے کے بعد اسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے کا بیڑا اٹھایا اور اس راہ میں ایسی زبردست عزیمت اور اولوالعزمی کا ثبوت دیا کہ حالات کی نامساعدت اور وسائل کا فقدان آڑے نہ آ سکا۔

اس وقت چرچ یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ عیسائیت کی تبلیغ کا جو کام عالمی سطح پر وہ عیسائی سلطنتوں کی سرپرستی اور بے پناہ مادی وسائل کے بل پر انجام دے رہا ہے اس پر پانی پھیرنے کے لئے مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے سرفروش مجاہد انتہائی کسمپرسی کے باوجود اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوں گے۔ وہ نہتے اور تہی دست ہوتے ہوئے بھی زمین کے کناروں تک پہنچ جائیں گے اور نہ صرف یہ کہ کہیں بھی عیسائیت کے قدم جمنے نہیں دیں گے بلکہ اقوام عالم کی سعید روحوں کو اسلام کا والہ و شیدا بناکر روحانی اسیری سے ان کی رستگاری کا موجب بنتے چلے جائیں گے اور اس طرح ان کی مجاہدانہ کوششوں کے نتیجہ میں بیسویں صدی عیسائیت کے غلبہ کی نہیں بلکہ اس کی پسپائی اور ہزیمت کی صدی ثابت ہوئے بغیر نہیں رہے گی۔

جہاں تک ساری دنیا کے روحانی اسیروں کو رہائی دلا کر انہیں اسلام کی عافیت بخش آغوش میں لانے کا تعلق ہے اس کے لئے بے شک مالی وسائل اور افرادی قوت کا ہونا ضروری ہے لیکن اس اہم اور عظیم الشان کام کی انجام دہی کا دارومدار مالی وسائل اور افرادی قوت سے کہیں بڑھ کر

کارکنوں کے جذبۂ اخلاص و وفا اور خدمت و فدائیت پر ہے۔ جان و مال عزت و آبرو، عزیز و اقارب اور وطن کو قربان کرنے کے جذبۂ بے پناہ کے بغیر حق کو دنیا میں غالب کرنے کا انتہائی کٹھن کام انجام دیا ہی نہیں جا سکتا۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا عظیم الشان کارنامہ ہی یہ ہے کہ آپ نے اپنی خداداد قوت قدسیہ کی مدد سے افراد جماعت میں قربانی کے جذبہ کو اس شان سے اُبھارا کہ وہ خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ جماعت کے نوجوانوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو نبھاتے ہوئے آپ کی آواز پر خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے میں ذرّہ بھر بھی پس و پیش سے کام نہیں لیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے پہلے افراد جماعت کے جذبۂ خدمت و فدائیت کو عمل و کردار کے سانچوں میں ڈھالا اور پھر تحریک جدید کی آسمانی تحریک نافذ کرکے تبلیغ حق کا ایک نہایت مستحکم عالمگیر نظام قائم فرمایا اور پھر مشرق و مغرب کے بیسیوں ممالک میں مساجد کی تعمیر اور مشنوں کے قیام کے ذریعہ دنیا بھر کے اسیروں کی رستگاری کی راہ ہموار کر دکھائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے مغرب سے مشرق کی طرف عیسائی مشنریوں کے غول کے غول آیا کرتے تھے حضرت مصلح موعودؓ کی اولوالعزمی کی بدولت مشرق سے مجاہدین اسلام کے جتھے مغرب کے گوشہ گوشہ میں پہنچنے لگے۔ آپ کے اس عظیم الشان کارنامہ پر مغرب کے مذہبی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی۔ وہاں کے اخبارات عیسائی ممالک میں احمدی مبلغین کی آمد اور احمدیہ مشنوں کے قیام کو خطرہ کی گھنٹی قرار دے کر عجیب و غریب خدشات کا اظہار کرنے لگے۔ انہوں نے یہاں تک لکھا کہ یہ جماعت اور اس کی تبلیغی سرگرمیاں چرچ کے لئے ایک زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مثال کے طور پر ۱۹۶۰ء میں سوئٹزرلینڈ کے اخبار FREIDENKER میں ایک مضمون شائع ہوا۔ اس مضمون نگار نے لکھا:-

"آج ہم کسی ایسی صورت حال سے دوچار نہیں ہیں کہ عرب فوجیں چمکیلی اور خمدار تلواریں ہاتھوں میں لئے بوڑھے اور ضعیف یورپ کی طرف بڑھی چلی آرہی ہوں۔ آج اسلام جن ہتھیاروں سے حملہ آور ہے وہ سابقہ ہتھیاروں کی نسبت بہت نرم و نازک ہیں لیکن اثر کے لحاظ سے خمدار تلواروں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ ہمارے زمانہ میں اسلام کا حملہ اُن تبلیغی مشنوں کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے جن کی پیشقدمی بالخصوص افریقہ اور ایشیا میں کچھ ایسی نوعیت کی حامل ہے کہ اُسے روکنا آسان نہیں ہے۔ ان دونوں براعظموں میں اسلام کی تبلیغی مہم بڑی مضبوطی سے اپنے پاؤں جماتی چلی جا رہی ہے اور دن بدن اُس کی شدت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہی وہ صورت حال ہے جو عیسائی مشنوں کے کام کو مشکل اور اُن کی زندگی کو تلخ کرنے کا موجب بنی ہوئی ہے۔

مزید برآں اسلام اپنی اُن تبلیغی کامیابیوں پر جو اُسے افریقہ اور ایشیا میں حاصل ہو رہی ہیں اکتفا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے بلکہ وہ دوسری طرف پوری دلیری کے ساتھ عیسائی یورپ کے قلب کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے۔ وہ اس طرح کہ یہاں ہمارے درمیان اس کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ کلیسا اس صورت حال پر بہت پریشان ہے اور اسے وہ اپنے لئے ایک چیلنج تصور کرتا ہے"

حضرت مصلح موعودؓ کا قائم کردہ تبلیغ و اشاعت اسلام کا نہایت مستحکم نظام اُس وقت سے مسلسل ترقی کرتا چلا آرہا ہے۔ یہ اسی نظام ہی کی برکت ہے کہ خلافت ثالثہ کے زمانہ میں بھی اور اب خلافت رابعہ کے موجودہ دور میں بھی نئے نئے ملکوں اور نئے علاقوں میں نئے احمدیہ مشنوں کا قیام عمل میں آتا چلا گیا اور آتا چلا جا رہا ہے حتیٰ کہ اب اُن ملکوں کی تعداد جہاں احمدیہ مشن اور احمدیہ جماعتیں قائم ہیں اور جن میں جماعت کی طرف سے دعوت الی اللہ کا کام ہو رہا ہے ایک سو سے متجاوز کر چکی ہے اور اس کے نتیجہ میں دنیا بھر میں روحانی اسیری سے نجات پانے والوں کی تعداد ایک کروڑ تک جا پہنچی ہے۔ مزید برآں افریقہ کے مختلف ممالک میں جماعت کے قائم کردہ درجنوں ہائر سیکنڈری سکول اور درجنوں ہی کی تعداد میں احمدیہ ہسپتال جسمانی اور روحانی بیماریوں کے علاج کے سلسلہ میں نہایت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس طرح ہر آنے والا دن اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کرتا چلا آیا ہے کہ مصلح موعود کی باطنی برکت کے طور پر دنیا کے ہر خطہ میں روحانی اسیروں کو رستگاری نصیب ہوتی چلی آرہی ہے۔

اب ہم آتے ہیں اسیروں کی رستگاری کے دوسرے پہلو کی طرف اور وہ ہے جسمانی اسیروں کی رہائی کا پہلو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں حضرت مصلح موعودؓ لاکھوں لاکھ روحانی اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوئے وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کی ایک ظاہری برکت کے طور پر آپ کی زندگی میں ہی کروڑوں کروڑ جسمانی اسیروں کی رستگاری کا سامان بھی کر دکھایا۔ ایسا کرنا بہت وسیع پیمانہ پر لوگوں کو روحانی اسیری سے نجات دلانے کے لئے ضروری تھا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے دنیا کے روحانی اسیروں کو رستگاری

دلانے میں سب سے بڑی روک یہ تھی کہ مغرب کی عیسائی طاقتیں اپنے سیاسی غلبہ واستیلاء اور بے پناہ مادی وسائل کے بل پر روئے زمین پر چھائی ہوئی تھیں اور انہوں نے ایشیا اور افریقہ کے وسیع علاقوں کو اپنے زیرنگیں لاکر وہاں کے کروڑوں کروڑ انسانوں کو سیاسی اور جسمانی لحاظ سے اپنا اسیر بنا رکھا تھا۔ اُدھر عیسائی طاقتوں کے اس ہمہ گیر سیاسی غلبہ کی وجہ سے عیسائی چرچ نے بہت ہی مضبوط و مستحکم تبلیغی مشنوں اور دیگر مشنری اداروں کی شکل میں ایشیا اور افریقہ میں ہر جگہ اپنے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ وہ عیسائی طاقتوں کے اُن زیرنگیں علاقوں میں وہاں کے لوگوں کو ان کی جسمانی اسیری کے ساتھ ساتھ روحانی اسیری کے بندھنوں میں جکڑتا چلا جارہا تھا۔ سو گویا مغربی طاقتوں کا سیاسی غلبہ اور اُس کی آڑ میں عیسائیت کا روزافزوں فروغ غلبۂ اسلام کی راہ میں جو مصلح موعود کا اصل کام تھا سدِ سکندری بنا ہوا تھا۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۴۵ء میں دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر جب داعیان الی اللہ کا ایک دستہ تیار کرکے دنیا بھر میں روحانی جنگ کا بگل بجانے کا فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کی راہ میں حائل اس سدِ سکندری کو اٹھا دینے کے مخفی ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کا ایک ساتھ ہی فیصلہ صادر فرمایا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری جنگ عظیم کے اختتام کے بعد جس نے مغربی طاقتوں کا کچومر نکال دیا تھا بہت ہی قلیل مدت کے اندر اندر غلبۂ اسلام کی راہ میں حائل یہ سدِ سکندری اپنی جگہ سے ہلنی شروع ہو گئی۔ اس کے نتیجہ میں ایشیا اور افریقہ کے وہ ممالک جن پر مغربی طاقتوں نے قبضہ کر رکھا تھا ایک ایک کرکے اُن کے غلبہ وتسلط سے آزاد ہونے لگے۔ اس طرح وہاں کے کروڑوں باشندوں کو جو صدیوں سے مغربی طاقتوں کے سیاسی اور جسمانی طور پر اسیر چلے آرہے تھے رستگاری ملتی چلی گئی۔ سب سے پہلے برصغیر جو مصلح موعودؓ کا مولد ومسکن تھا آزاد ہوا اور بھارت و پاکستان کی دو آزاد خود مختار مملکتیں معرض وجود میں آئیں۔ اسکے بعد ایشیا میں یکے بعد دیگرے برما، سیلون، انڈونیشیا، ملایا وغیرہ آزاد ہوئے۔ اُدھر افریقہ میں آزادی کی ایسی زبردست رَو چلی کہ ایک دو نہیں بلکہ دو درجن سے زائد ملکوں میں سے مغربی طاقتوں کے اقتدار کی صف لپیٹ کر رکھ دی گئی۔ چنانچہ الجیریا، لیبیا، سوڈان، تیونس، مراکش، ماری تانیا، سینیگال، گنی، سیرالیون، گھانا، نائیجیریا، کیمرون، چاڈ، سنٹرل افریقن ری پبلک، کانگو، ٹانگانیکا، یوگنڈا، کینیا، شمالی لینڈ، زنجبار یکے بعد دیگرے آزادی سے ہمکنار ہوتے چلے گئے۔ ان سب ممالک میں برطانیہ، فرانس، ہالینڈ، بلجیم اور پرتگال وغیرہ کی غیرملکی عیسائی حکومتوں کی بجائے خود اُن کی آزاد و خود مختار حکومتیں قائم ہو گئیں۔ الغرض ایک عظیم الشان انقلاب نے مصلح موعود کی ظاہری برکت کے طور پر چشم زدن میں رونما ہو کر دنیا کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ خدائی مقدرات کے تحت یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ان سب علاقوں میں عیسائی طاقتوں کا سیاسی اقتدار ختم ہونے سے عیسائیت کا اثر ونفوذ زائل ہو اور حضرت مصلح موعودؓ کے قائم کردہ تبلیغی مشنوں کے ذریعہ غلبۂ اسلام کی راہ ہموار سے ہموار تر ہوتی چلی جائے۔

ایشیا اور افریقہ کے بیسیوں ممالک پر سے مغرب کی عیسائی طاقتوں کا قبضہ ختم ہونے پر مغرب کے کلیسیائی حلقوں میں ایک شور پڑ گیا اور انہیں نظر آنے لگا کہ اب ان تمام نو آزاد ممالک میں عیسائیت کو پہلے کی طرح حکومت کی اعانت کے بل پر کھل کھیلنے کا موقع نہیں ملے گا اور وہاں مغربی استعمار کے ساتھ ساتھ بالآخر عیسائیت کا جنازہ بھی نکل جائے گا اور اسلام کے وہاں پھیلنے اور غالب آنے کے امکانات روشن ہو جائیں گے۔ سب سے زیادہ فکر اُنہیں افریقہ کے بارہ میں لاحق ہوئی کیونکہ عیسائیت وہاں مغربی استعمار کے ایک ایجنٹ کے طور پر پہنچی تھی اور مغربی طاقتوں نے سب سے زیادہ ظلم افریقہ میں ہی روا رکھا تھا۔ چنانچہ ایشیا اور افریقہ میں مغربی طاقتوں کے مقبوضات ختم ہونے اور وہاں آزاد حکومتیں قائم ہونے کے بعد مشہور امریکی سیاح مسٹر ولارڈ پرائس نے افریقہ کا وسیع دورہ کیا۔ اُس نے اپنی کتاب INCREDABLE AFRICA میں عیسائیت کے لئے وہاں پیدا ہونے والے خطرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

"برخلاف اس کے (یعنی عیسائیت کے روبۂ زوال اثر کے برعکس) اسلام افریقہ میں عیسائیت کی نسبت تین گنا زیادہ تیز رفتاری سے پنپ رہا ہے۔ باہر کے کسی مذہب کو قبول کرنے کا سوال ہو تو اہل افریقہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ اس بارہ میں مسلمانوں کی طرف رجوع کریں جن کا بجز اپنے مذہب کی اشاعت کے افریقہ کے ساتھ اور کوئی مفاد وابستہ نہیں۔

یورپین آباد کاروں کے متعلق اُن کا کہنا ہے کہ یہ لوگ ہمیں بائبل تو دیتے رہے لیکن ساتھ کے ساتھ اُس کے عوض میں ہمیں ہماری زمینوں سے محروم کرتے رہے عیسائی منادبلی گراہم نے افریقہ کے دورہ سے واپس آکر وہاں عیسائیت کے زوال کی پیشگوئی کی ہے اور کہا ہے کہ وہ وقت آنے والا ہے جب افریقہ میں عیسائیوں کو جان بچانے کے لئے غاروں اور زمین دوز خفیہ مقامات

میں پناہ لینی پڑے گی۔" صـ ۱۹۰

امریکی سیاح ولارڈ پرائس کا یہ واویلا اور عیسائی مناد ڈاکٹر بلی گراہم کا یہ خوف وہراس اس امر پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے کہ کروڑوں کروڑ سیاسی اسیروں کی رستگاری اسی لئے عمل میں آئی ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے قائم کردہ مشنوں اور آپ کے بھیجے ہوئے مبلغین کے ذریعہ وہاں غلبۂ اسلام کی راہ اور زیادہ تیزی سے ہموار ہو۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ وہاں کے کروڑوں کروڑ جسماتی اسیروں کی رستگاری کا موجب مصلح موعود کا مقدس وجود نہیں ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر خاص مصلح موعود کی ایک ظاہری برکت کے طور پر ہی ظہور میں آئی اور اس لئے ظہور میں آئی کہ سیاسی اور جسمانی اسیری سے رستگاری کے بعد وہاں کے لوگوں کو روحانی اسیری سے بھی رستگاری نصیب ہو۔

اس تعلق میں یہ امر بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد مشرقی ممالک اور افریقہ میں مغرب کی عیسائی طاقتوں کے غلبہ و استیلاء کا دور ختم ہونے اور نتیجۃً ان ممالک میں عیسائی پادریوں کی مشنری سرگرمیوں کا زور ٹوٹنے کے علاوہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک ظاہری برکت کے طور پر خود یورپ اور امریکہ میں عیسائیت کے عقائد باطلہ سے بیزاری کی ایک ایسی زبردست رَو چلی کہ وہاں سے عیسائیت کی صف لپٹ کر رہ گئی۔ اب مغرب میں جو کبھی عیسائیت کا گڑھ کہلاتا تھا لوگ محض برائے نام عیسائی کہلاتے ہیں ورنہ عیسائیت پر سے ان کا ایمان اٹھ چکا ہے۔ وہ جو کچھ بھی ہیں اب عیسائی نہیں ہیں۔ بیسویں صدی میں ساری دنیا کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنانے کے خواب دیکھنے والے اب کف افسوس مل رہے ہیں کہ ساری دنیا کو عیسائی بنانا تو کجا خود مغرب میں سے عیسائیت کا جنازہ نکلنے والا ہے۔ یہ ایک مبرہن حقیقت ہے کہ وہاں لوگوں نے گرجوں میں عبادت کے لئے آنا ترک کر دیا ہے اور وہ چرچ کی رکنیت سے علیحدہ ہوتے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے بڑے بڑے گرجوں کی عمارتیں ویران اور غیر آباد ہونے کے باعث بڑی کثرت سے فروخت ہو رہی ہیں۔ اس صورت حال پر ہالینڈ کے شہر دی ہیگ سے شائع ہونے والے ایک اخبار سونگلی (ZWINGLI) نے جو ایک آزاد خیال عیسائی فرقہ کا اخبار ہے اپنی ۲۶ ستمبر ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں ایک پروٹسٹنٹ مناد ڈاکٹر جے۔ ایف۔ وی۔ وُوردن، (DR. J. F. V. WOERDEN) کے ایک مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا:۔

"کیا اب سے پچاس سال بعد ایک چرچ بھی باقی رہ جائے گا؟ موجودہ حالات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے جو گرد و پیش رونما ہو رہے ہیں میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ... کلیسیائی نظام ڈگمگاتا ہوا نظر آ رہا ہے اور اس میں تنزل کی یہ کیفیت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔" (انصار اللہ نومبر ۶۸ء)

بہر حال مغرب کے نام نہاد عیسائی ممالک ہوں یا ایشیا اور افریقہ کے مغربی تسلط سے آزاد ہونے والے ممالک ہر جگہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے قائم کردہ عالمگیر تبلیغی نظام کی ظاہری اور باطنی برکتوں کے نتیجہ میں بالآخر غلبۂ اسلام پر منتج ہونے والے انقلاب عظیم کے آثار نمایاں سے نمایاں تر ہوتے جا رہے ہیں۔ گذشتہ ایک سو سال میں روحانی اور جسمانی اسیروں کو رستگاری ملتی چلی آ رہی ہے اور یہ امر آشکارہ ہوتا چلا آ رہا ہے کہ اسیروں کی اس رستگاری کا موجب سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا وجود باجود ہے۔

★

جب ہم پیشگوئی مصلح موعود کی روشنی میں سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ کے انقلاب انگیز کارناموں اور گذشتہ ایک سو سال کے دوران رونما ہونے والے واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد شروع ہونے والے دور کی اہمیت واضح ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے ممالک میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے قائم کردہ مشنوں کے ذریعہ لوگوں کی روحانی رستگاری کا کام تو پہلے ہی سے جاری تھا لیکن دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد ایشیا اور افریقہ سے مغربی طاقتوں کا تسلط ختم ہونے اور وہاں طبعاً عیسائیت کا زور ٹوٹنے نیز خود مغرب کے عیسائی ممالک میں عیسائیت سے بیزاری کی زبردست لہر آنے کے نتیجہ میں روحانی اسیری سے لوگوں کی رستگاری کی مہم میں یکدم زبردست تیزی آئی اور اس نے ایک ایسے عظیم تر جلوہ کی شکل اختیار کی کہ مغرب کا کلیسیائی نظام یہ محسوس کئے بغیر نہ رہا کہ جماعت احمدیہ بالآخر ایشیا، افریقہ اور یورپ میں اسلام کو غالب کئے بغیر نہ رہے گی۔ چنانچہ انگلستان کے رسالے "ایسٹرن ورلڈ" نے اپنے دسمبر ۱۹۶۱ء کے شمارہ میں لکھا:۔

"ایک مذہبی فرقہ کے لئے بلحاظ تعداد اس کے افراد کا کم ہونا یا معتقدات کا ایسی مخصوص نوعیت کا حامل ہونا جو دوسروں کے لئے پورے طور پر قابل فہم نہ ہو نقصان کا موجب نہیں ہوا کرتا۔ ایسے فرقے صدیوں تک زمانہ

کے حالات سے نبرد آزما رہنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ مذاہب کی تاریخ ایسے چھوٹے چھوٹے فرقوں کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے جنہوں نے زمانہ کے اُتار چڑھاؤ اور اکثریت کے دباؤ کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی ہستی کو برقرار رکھا۔ اندریں حالات اس بات کا امکان ہے کہ احمدیت بھی مستقبل میں اسی طرح نمایاں طور پر پھولے پھلے۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ اسلامی دنیا مغرب کی لادین ثقافت کے زیرِ اثر آجانے سے اِدھر اُدھر بھٹک رہی ہے احمدیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ اُن کی تحریک اسلام کو اس طور سے پیش کرتی ہے کہ جو دنیائے جدید کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ پھر وہ اسلام کی آخری فتح کے بارہ میں نہایت درجہ پُر اعتماد ہیں۔ ایسی صورت میں احمدیت اُن نئی نسلوں کے لئے دلکش اور جاذبِ نظر ثابت ہو سکتی ہے۔ جو اصلاحِ حالی کے پیشِ نظر نئے اندازِ فکر کی تلاش میں سرگرداں ہیں"۔

(انصار اللہ فروری ۱۹۶۴ء)

الغرض گذشتہ ایک سو سال کے اندر پیشگوئی مصلح موعود کی یہ خوشخبری کہ مصلح موعود اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اپنے ظاہری اور باطنی ہر دو پہلوؤں کے اعتبار سے نہایت شان سے پوری ہوئی اور آئندہ بھی اُس وقت تک پوری ہوتی چلی جائے گی جب تک کہ پوری نوعِ انسانی کو روحانی اسیری سے رستگاری نصیب نہ ہو جائے جب وہ وقت آئے گا (اور اُس کا آنا زیادہ دور نہیں) تو دنیا دینِ واحد پر آ جمع ہوگی۔ اُس وقت نوعِ انسانی کا ایک ہی مذہب ہوگا یعنی اسلام اور ایک ہی پیشوا ہوگا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور یہ انقلابِ عظیم خود حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی الہامی پیشگوئی کے بموجب آپ کے فرزند موعود سیّدنا حضرت المصلح الموعود نور اللہ مرقدہٗ کے قائم کردہ عالمگیر تبلیغی نظام اور انتھک مساعی کا ثمرہ ہوگا۔ ایسا ہوگا اور ہو کر رہے گا۔ اس لئے کہ یہ اُس قادر و عزیز خدا کی تقدیر ہے جسے بدلنے پر دنیا کی کوئی طاقت بلکہ ساری طاقتیں بھی مل کر قادر نہیں ہو سکتیں۔

بقیہ :۔ وائسرائے ہند کی خصوصی توجہ کے لئے مسئلہ

تیسری تجویز کے متعلق کہ دو گھنٹوں کے لئے کسی حافظِ قرآن کو احاطہ جیل میں نمازی مسلمان اہلکاروں کی موجودگی میں اجازت دینا جیل خانہ کے انتظام میں خلل اندازی متصور نہیں ہو سکتا۔ اگر حضور وائسرائے بہادر ان تجاویز سے متفق ہو جائیں گے اور اس کے مطابق احکام کا اجراء ہو کہ سرکاری طور پر اس کی اشاعت کر دی جائیگی تو مسلمانانِ ہند خصوصیت سے گورنمنٹ کے شکر گزار ہوں گے۔

ایڈیشنل سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ قادیان

حکومت نے ان تجاویز کو منظور کیا اور صوبائی حکومتوں کو سرکلر جاری کیا۔ بغرض پیشگوئی کے جس جس پہلو سے بھی سیّدنا محمود کی زندگی کو پرکھا جائے آپ ہر طرح پیشگوئی کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔

منقول از الفضل ۲۲ مئی ۱۹۲۲ء

اعلان نکاح

● — خاکسار کی بیٹی عزیزہ امۃ المتین کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزم ظفر احمد ابن چوہدری مبارک احمد صاحب شاہد اچھرہ لاہور مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر بیت الذکر اسلام آباد (پاکستان) میں مربی سلسلہ مولانا سید حسین احمد صاحب نے مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۹۰ء بروز جمعہ کیا۔ احباب جماعت کی خدمت میں اس نکاح کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

● — خاکسار کے بیٹے عزیزم انوار احمد شہزاد کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ شاذیہ کریم شاد بنت میاں حاجی کریم احمد شاد صاحب بعوض مبلغ سات ہزار جرمن مارک حق مہر پر مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم نے مورخہ دسمبر ۱۹۹۰ء بروز جمعہ نماز جمعہ کے بعد لونا میس سنٹر احمدیہ میں کیا۔ احباب جماعت کی خدمت میں نکاح کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(عبدالرزاق۔ بلوشر سٹریٹ آفن باخ)

مرسلہ :- خلیق سلطان انور

پیشگوئی مصلح موعود کے ایک پہلو کو عملاً آشکار کرنے والا ایک واقعہ

۱۹۲۲ء میں وائسرائے ہند کی خصوصی توجہ کیلئے مرسلہ ایک خط کا متن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر جب ۱۸۸۶ء میں ایک عظیم الشان بیٹے کی ولادت کی پیشگوئی فرمائی تو اس کے محض ۳ سال بعد ہی آپ کے ہاں حضرت نصرت جہاں بیگم ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بطن سے اس بطل جلیل نے جنم لیا۔ جس کی زندگی کا ہر پہلو، ہر انداز ہر دور پکار پکار کر یہ کہہ رہا ہے کہ

"خدا کی قسم پسرِ موعود میں ہی ہوں"

اس پیارے وجود کو دنیا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتی ہے۔

اس عظیم پیشگوئی میں پسر موعود کے اوصاف میں سے ایک "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" بھی ہے۔ پیشگوئی کے یہ الفاظ آپ کے بابرکت وجود سے بارہا پورے ہوئے اور دنیا نے کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔

۱۹۲۲ء میں رمضان شریف کا آغاز ماہ اپریل کے آخری دنوں میں ہوا۔ آپ نے ہندوستان کی جیلوں میں قید مسلمان قیدیوں کو رمضان شریف کی برکات سے فیض یاب کروانے کے لئے اس دور کے وائسرائے کو ایک خط تحریر کروایا۔ آپ کا یہ فعل بھی اس پیشگوئی کے پورے ہونے کا ایک پہلو ہے۔

جناب من !

مفصلہ ذیل عرض داشت حضور وائسرائے بہادر کی خاص توجہ مبذول کروانے کیلئے خاکسار پیش کرتا ہے۔ امید ہے موجودہ واقعاتِ ہند کو ملحوظ رکھتے ہوئے میری ان تجاویز پر ہز ایکسی لینسی ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔

ماہ رمضان المبارک غالباً ۲۸ ر اپریل ۱۹۲۲ء کو شروع ہوگا اس ماہ مبارک میں مسافروں اور بیماروں کے سوائے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ روزہ رکھے۔ ایک طرف ماہِ رمضان میں طلوع صبح سے لے کر غروب شمس تک کھانے پینے سے بکلی پرہیز کرنا پڑتا ہے۔ دوسری طرف روزانہ عبادات کے علاوہ مزید عبادات کا حکم ہے۔ مسلمان اس مہینے میں حتی المقدور کوشش کرتے ہیں کہ وہ اپنے دلوں کو پاک کریں اور پوری طرح اسلامی احکام بجالائیں اور اپنے تعلقات کو خداوند کریم سے مستحکم کریں۔ اور ہر ایک قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو حسبِ استطاعت بچائے رکھیں۔ لہٰذا ماہ رمضان المبارک ان روزہ داروں کے لئے جو پوری طرح احکام کی تعمیل کرتے ہیں اخلاقی اور روحانی ترقی کا ذریعہ ہے۔ مسلمان قیدی بھی روزہ داری سے مستثنیٰ نہیں رکھے گئے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ہند مفصلہ ذیل احکام صادر کرے۔

۱ـــــ سارے قیدی خواہ وہ پولیٹیکل ہوں یا دوسرے جو بھی روزہ رکھنا چاہیں انہیں سحری کے وقت ۲ بجے سے ۴ بجے تک اور شام کو فوراً سورج غروب ہونے پر کھانا کھانے کی اجازت دی جائے۔

۲ـــــ رمضان المبارک میں ان کو مشقت سے تعطیل دی جائے یا زیادہ سے زیادہ برائے نام مشقت لی جائے۔

۳ـــــ اسلامی جماعتوں اور سوسائٹیوں کو لکھا جائے کہ وہ حافظِ قرآن مہیا کریں تاکہ وہ نماز تراویح میں ساڑھے آٹھ بجے سے لے کر ساڑھے دس بجے شام تک انہیں قرآن سنائیں۔

دوسری تجویز کے متعلق خاکسار یہ عرض کرتا ہے کہ ماہ رمضان میں مشقتِ جیل سے تعطیل قیدیوں کے لئے عملی طور پر آرام دہ نہیں ہوگی۔ کیونکہ روزہ رکھنا اور عبادات میں مشغول ہونا خود کافی مشقت ہے۔ اس لئے بحالتِ روزہ دار ہونے کے مشقت جیل بالکل ناقابلِ برداشت ہوگی۔ پس رمضان شریف میں مشقت سے تعطیل درحقیقت تعطیل نہیں ہے۔ جس سے قیدیوں کو آرام ملے گا بلکہ تکالیف روزہ قیدیوں کی جسمانی اور اخلاقی حالت کی ترقی کا بہتر ذریعہ ہو جائیں گی اور کسی طرح بھی یہ تجویز جیل کی حکمتِ عملی کے منافی نہیں ہو سکتی۔

بقیہ: صفحہ نمبر ۱۸

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۰ء کے شرکاء کے نام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیارے شرکائے جلسہ سالانہ قادیان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالیٰ کا بہت احسان ہے کہ اس نے آپ کو اس عظیم بابرکت اجتماع میں شرکت کی توفیق عطا فرمائی ہے جس کی بنیاد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو اسی مقدس بستی قادیان میں رکھی تھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس پہلے جلسہ میں حاضرین کی تعداد ۷۵ تھی لیکن غالباً اس تعداد میں عورتوں کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے لئے علیحدہ انتظام ہی شروع نہ ہوا ہو۔ خدا کی تقدیر نے بعد ازاں ثابت فرما دیا کہ جس مبارک وجود نے اس جلسہ کی داغ بیل ڈالی اور اس کے چند مصاحب جو اس جلسہ میں شریک ہوئے، ان کا مقام خدا کی نظر میں بہت بلند تھا اور ان کی عاجزانہ راہیں خدا کو پسند آئیں۔ چنانچہ آج جبکہ تقریباً ایک سو سال اس سے پہلے جلسہ کو گزر چکے ہیں اس عرصہ میں دنیا بھر میں اتنے ممالک میں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں کہ حاضرین جلسہ کی تعداد سے ان ممالک کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔ اور ان میں سے ہر ملک میں ان کے سالانہ جلسوں کے شرکاء کی حاضری بھی ۷۵ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ آخری جلسہ جس میں مجھے پاکستان میں شمولیت کی توفیق ملی اس ایک جلسہ میں خدا کے فضل سے ۲½ لاکھ سے زائد مرد و زن شریک تھے۔ انگلستان کے گزشتہ جلسہ میں بھی ۸ ہزار کے لگ بھگ اور جرمنی کے جلسہ میں دس ہزار سے زائد حاضری تھی۔

اسی طرح افریقہ اور یورپ اور ایشیا کے بکثرت ایسے ممالک ہیں جن میں ہزارہا کی تعداد میں جلسوں میں شرکت کی جاتی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ؏

بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں

کا منظر دنیا میں ہر طرف دکھائی دیتا ہے۔

میری نصیحت آپ کو یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے تعداد میں اتنی برکت دی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی اس دعا کو غیر معمولی طور پر شرفِ قبولیت بخشا ہے کہ "اک سے ہزار ہوویں بابرگ و بار ہوویں" وہاں ہمیشہ اس دعا کے دوسرے حصہ پر بھی آپ کی نظر رہے اور

ایسے نیک اعمال بجالائیں کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی اولاد کے طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی نیک تمناؤں پر پورا اترنے والے ہوں اور آپ کے حق میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ منظوم کلام پوری شان سے صادق آئے۔

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں ‏ ‏ ‏ ‏ حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں

بیعت لدھیانہ کے ذریعہ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس ہاتھوں سے مشیتِ الٰہی نے جماعت احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس عظیم تاریخ ساز واقعہ کی یاد میں جماعت احمدیہ عالمگیر نے ۱۹۸۹ء کو سو سالہ جشن تشکر کے سال کے طور پر منایا۔ پس اگر پہلے جلسہ کی بنیاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جلسہ تشکر کے انعقاد کا انتظام کیا جائے تو اس کیلئے موزوں سال ۱۹۹۱ء بنے گا۔ احباب جماعت سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس دلی تمنا کو برلانے میں دعاؤں کے ذریعہ میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال جب قادیان میں یہ تاریخی جلسہ تشکر منعقد کر رہے ہوں تو میں بھی اس میں شریک ہو سکوں اور کثرت سے پاکستان کے احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

اس دعا کے ساتھ یہ دعا بھی لازم ہے کہ خدا تعالیٰ ہندوستان کو امن عطا فرمائے اور ہندوستان کے شمال و جنوب میں نفرتوں کی جو تحریکات چلائی جا رہی ہیں اور ہندوستانی بھائی اپنے ہندوستانی بھائی کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ وحشت دور کرے اور سارے ہندوستان کو انسانیت کی اعلیٰ اقدار کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہندو، مسلمانوں اور سکھوں اور پارسیوں اور دیگر مذاہب کے سب لوگوں کو اختلافِ مذہب کے باوجود ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ بات سب اہل ہند کے دل میں جاگزیں فرما دے کہ کوئی سچا مذہب خدا کے بندوں سے نفرت کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ مذہب کی صداقت کا نشان یہی ہے کہ بندگانِ خدا سے رحمت و شفقت کی تعلیم دے۔ یاد رکھیں کہ جو مخلوق سے محبت نہیں کرتا وہ خالق سے بھی محبت نہیں کرتا۔

پس احباب جماعت کو کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہندوستان کو اور اسی طرح باقی دنیا کو بھی امن نصیب فرمائے۔ قیام امن کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو میں پہلے ہی بارہا نصیحت کر چکا ہوں۔ اب خصوصیت سے ہندوستان کی جماعتوں کو اس طرف متوجہ کر رہا ہوں۔ آئندہ سال کے تاریخی جلسہ کے انعقاد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے پہلے سے بھی بڑھ کر ہندوستان کے لئے اور اپنی قوم کیلئے امن کے لئے دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی۔ خدا تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آپ کو ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے نجات بخشے۔ ہر قسم کے خطرات سے بچائے۔ یہ دن جو آپ قادیان میں گزارنے آئے ہیں ان کا ہر لمحہ مبارک کرے۔ روحانی فیوض سے آپ کے دامن بھر دے اور روحانی دولت سے مالا مال ہو کر آپ خیر و عافیت سے اپنے وطن اور گھروں کو لوٹیں اور جو فیض آپ نے یہاں سے پایا ہے اسے دوسروں تک پہنچانے کی سعادت حاصل کریں۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

آرزوئے قادیان

لا رہی ہے پھر نسیمِ صبح بوئے قادیاں
لے بھی چل اے شوق مجھ کو آج سوئے قادیاں

آتشِ سیّال بھی خوں میں مرے دوڑا گیا
چھیڑ کر غربت میں کوئی گفتگوئے قادیاں

اے مسیحِؑ پاک مجھ پر بھی نگاہِ التفات
میں بھی ہوں مجروحِ تیغِ آرزوئے قادیاں

ذرّۂ ناچیز کیسے ہمسرِ خورشید ہو
دشمنِ حق کس طرح ہو روبروئے قادیاں

از:- فیض احمد اسلم صاحب ۔ الفضل ۲۰ر اکتوبر ۱۹۵۱ء

وقفِ جدید کا نیا سال

وقفِ جدید کا نیا سال یکم جنوری سے شروع ہو چکا ہے۔ تمام احباب جماعت بڑے چھوٹے فرد وزن وقفِ جدید کے مالی جہاد میں شامل ہوں۔ آپ کا امسال کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ مالی وسعتوں کے مطابق ہونا چاہیئے۔

(عبدالکریم زاہد۔ سیکریٹری وقفِ جدید)

ایک احمدی کا نمایاں اعزاز

ایک ہونہار اور ذہین احمدی نوجوان مکرم عمر شہاب خان ابن مکرم ایم اسلم خان صاحب کراچی نے بی آئی سی سی کراؤن فیلڈ ایف سی او سکالرشپ (برطانوی ایوارڈ) ۹۰-۱۹۸۹ء حاصل کیا ہے۔

یہ ایوارڈ حاصل کرنے والے وہ واحد پاکستانی ہیں

اس سکالرشپ کے نتیجہ میں عزیز موصوف کو آپٹیکل فائبر سنسر ٹیکنالوجی میں پی ایچ ڈی کروائی جائے گی۔ گذشتہ دنوں کراچی میں ایک پروقار تقریب میں برطانوی کونسلیٹ جنرل مسٹر آئن ایم ڈلاس نے یہ ایوارڈ عزیز موصوف کو دیا۔

وقفِ عارضی سکیم

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں سوویت یونین اور مشرقی یورپ کے ممالک کے لئے وقفِ عارضی کی سکیم جاری فرمائی ہے۔ جماعت احمدیہ جرمنی کے ایسے افراد جو چند دنوں سے لیکر چند ہفتوں یا مہینوں تک کا وقت نکال سکتے ہوں اور اس مقصد کیلئے اخراجات برداشت کر سکتے ہوں ان سے درخواست ہے کہ وہ اس بابرکت سکیم میں حصہ لیں اور حضور ایدہ اللہ کے ارشاد پر لبیک کہیں۔ اس سکیم میں خود یا اپنے دوستوں یا اپنے اہل خانہ کے ہمراہ حصہ لے سکتے ہیں اور سال میں کسی بھی وقت خود کو پیش کر سکتے ہیں۔

(عبدالرحیم احمد، سیکریٹری وقفِ عارضی)

احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی جانب میرا سفرِ خوش انجام

ایک فرانسیسی نو مسلم احمدی کی روح پرور انگریزی تحریر کا اردو ترجمہ

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا کے شمارہ بابت اکتوبر ۱۹۹۰ء میں ایک فرانسیسی نو مسلم احمدی نوجوان جناب نوید احمد مارٹی — (MR NAWEED AHMAD MARTY) کی ایک نہایت روح پرور انگریزی تحریر شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی جانب اپنے سفرِ خوش انجام کی روداد بہت ایمان افروز پیرایہ میں بیان کی ہے۔ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا کے شکریہ کے ساتھ اُس انگریزی تحریر کا اُردو ترجمہ ذیل میں ہدیہ قارئین ہے۔

میں ایک ۲۸ سالہ فرانسیسی شہری ہوں۔ نام ہے میرا نوید احمد مارٹی (NAWEED AHMED MARTY) سطورِ ذیل میں مَیں وہ اہم واقعات بیان کرنے کی کوشش کروں گا جو درجہ بدرجہ مجھے حقیقی اسلام کی طرف لانے کا موجب بنے اور میں بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضلِ خاص کے نتیجہ میں مشرف بہ اسلام ہوا۔ میں اپنے خدا کے حضور جس نے رہنمائی فرما کر مجھے قبولِ حق کی سعادت سے نوازا دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق بخشے کہ جو کچھ میرے دل میں ہے اسے میں بہترین طریق پر بیان کر سکوں۔

یونیورسٹی سے گریجویشن (یعنی انجینئرنگ میں بی اے پاس) کرنے کے بعد دوسرے بیشتر فرانسیسی طلباء کی طرح اولاً مجھے بھی فوجی خدمات انجام دینا پڑیں۔ تاہم انجینئرنگ کی ڈگری ہوتے ہوئے اس امر کے روشن امکانات تھے کہ میں کسی بیرونی ملک جا کر وہاں اپنے مخصوص شعبہ میں کام کروں اور فوجی کی بجائے سول خدمات انجام دوں۔ میرے لئے اچانک ایک غیر معمولی موقع پیدا ہوا اور مجھے ریاستہائے متحدہ امریکہ کی کینساس یونیورسٹی کے ریسرچ کے شعبہ میں تحقیقی کام کرنے کی غرض سے بھجوا دیا گیا۔

امریکن یونیورسٹی میں پہنچنے کے بعد وہاں میری ملاقات سعید صالح نامی ایک الجزائری نوجوان سے ہوئی۔ میں وہاں کے یکسر نئے اور اجنبی ماحول میں بالکل الگ تھلگ اور بہت حد تک گم سم ہو کر رہ گیا تھا۔ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ وقت گزارنے کے لئے کدھر جاؤں اور کس سے بات کروں۔

یہ بات میرے لئے بہت اطمینان کا موجب ہوئی کہ کوئی ایک شخص تو ایسا ملا جس سے میں فرانسیسی میں بات کر سکتا ہوں۔ چنانچہ سعید صالح نے جو فرانسیسی جانتا تھا گھما پھرا کر مجھے پوری یونیورسٹی دکھائی اور اس طرح مجھے وہاں کے ماحول سے شناسا کرایا۔ سچ یہ ہے کہ وہ میرے لئے بہت مددگار ثابت ہوا۔ باتوں ہی باتوں میں اس نے مجھے بتایا کہ وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہے۔ میں نے جواباً اسے بتایا کہ مذہباً میں ہوں تو کیتھولک عیسائی لیکن اپنے مذہب کی تعلیم پر عمل پیرا نہیں ہوں یعنی محض نام کا عیسائی ہوں ہم دونوں کا ایک مشترکہ دل پسند مشغلہ تھا اور وہ یہ کہ ہم دونوں ہی فٹ بال کھیلنے کے بہت رسیا تھے۔ اُس نے مجھے اپنے کھلاڑی ساتھیوں سے ملنے اور ان کے ساتھ مل کر فٹ بال کھیلنے کی دعوت دی۔ اس طرح باہم مل کر فٹ بال کھیلنے کے مواقع بکثرت پیدا ہونے لگے۔

ایک دن سہ پہر کو ایسا ہوا کہ ہم دونوں دو مخالف ٹیموں میں شامل ہو کر ایک دوسرے کے خلاف فٹ بال کھیل رہے تھے۔ وہ فٹ بال کو ٹھوکروں سے اِدھر اُدھر گھماتے ہوئے مجھ سے بچا کر نکال لے جانا چاہتا تھا۔ میں نے اپنی جگہ اسے آڑے ہاتھوں لینے کی کوشش کی لیکن دونوں کی اس باہمی کشمکش میں میرا الجزائری دوست دھڑام سے گر پڑا۔ وہ زمین پر چت پڑا تھا اور اٹھ نہیں رہا تھا۔ میں سمجھا وہ بہانہ کر رہا ہے تاکہ میرے خلاف پنیلٹی حاصل کر سکے۔ لیکن بات تشویش والی تھی۔ اسے ہسپتال لے جایا گیا۔ وہاں جا کر پتہ چلا کہ اُس بے چارے کی تو ٹخنے کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے پہلے تو مجھے یقین ہی نہ آیا لیکن حقیقت کو دیر تک جھٹلانا ممکن نہ تھا۔ میں بہت پشیمان ہوا۔ وہ کئی ہفتے بستر پر دراز رہا اور میں دل ہی دل میں کڑھتا رہا۔ کیونکہ وہ جس اذیت میں سے گزر رہا تھا اُس کا میں ذمہ دار تھا۔

تلافیٔ مافات کے طور پر میں نے ہر ممکن خدمت بجا لانے کی غرض سے ہر دوسرے دن سعید صالح کے پاس ہسپتال جانا شروع کر دیا اور کچھ نہیں تو میں اُس کے پاس بیٹھ کر دیر تک اس سے باتیں کرتا رہتا۔ تاکہ اُس کا دل بہلے اور وہ ہشاش بشاش رہے۔ جہاں تک باتیں کرنے کا تعلق ہے اُس کا ایک ہی دل پسند موضوع تھا یعنی اسلام۔ وہ جب

بھی بات کرتا اسلام کے متعلق ہی کرتا۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ شروع شروع میں مجھے اس موضوع سے کوئی دلچسپی نہ تھی لیکن میں یہ بھی جانتا تھا کہ یہی ایک موضوع ہے جس پر اظہارِ خیال کر کے اسے بہت خوشی ہوتی ہے اور وہ اپنے آپ کو پہلے سے بہتر محسوس کرنے لگتا ہے۔ میں طوعاً و کرہاً اُس کی باتیں سنتا رہتا تھا۔ تاہم رفتہ رفتہ میں خود بھی اس موضوع میں دلچسپی لینے لگا۔ وہ اس محبت سے پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر کرتا اور قرآن مجید کے محاسن کو اس خوبی سے واضح کرتا تھا کہ میں متاثر ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا تھا حتیٰ کہ بہت جلد ایسا وقت بھی آیا کہ میں نے محسوس کیا کہ اُس نے میرا دل موہ لیا ہے۔

اُس سے باتیں کر کے مجھے احساس ہوا کہ مذہب کے متعلق بالعموم اور اسلام کے متعلق بالخصوص میری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ بات مجھ پر دو اور دو چار کی طرح واضح ہو گئی کہ میرے ذہن میں اٹھنے والے سوالات کا جواب عیسائیت نہیں دے سکتی۔ اوّل تو اس کی تعلیم اپنی نوعیت کے لحاظ سے ہے ہی محدود دوسرے یہ کہ وہ محدود نوعیت کی تعلیم بھی انحطاط پذیر ہو کر بُری طرح بگڑ گئی ہے۔ جب وہ صحت یاب ہو کر گھر واپس چلا گیا میں پھر بھی اس کے پاس باقاعدگی سے جاتا رہا۔ وہاں بھی میرے اور اُس کے درمیان گفتگو کا سلسلہ دیر تک جاری رہتا اور زیادہ تر بحث مذہب اور سائنس کے باہمی تعلق کے بارہ میں ہوتی۔ ایک دن اُس نے قرآن کا اپنا ذاتی نسخہ مجھے مطالعہ کے لئے دیا۔ جب میں نے قرآن کا مطالعہ شروع کیا تو میں اُن عجائبات اور حکمت و معرفت کے اُن خزانوں کا جو اس میں بھرے ہوئے ہیں گرویدہ ہوئے بغیر نہ رہا۔ خاص طور پر قرآن مجید کی درج ذیل آیت نے تو مجھے بے حد متاثر کیا۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ (المائدہ آیت ۱۱۷)

ترجمہ:۔ اور جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو تو اُس نے جواب دیا کہ (ہم) تجھے (تمام عیبوں سے) پاک قرار دیتے ہیں۔ میری شان کے شایاں نہ تھا کہ میں (وہ بات) کہتا جس کا مجھے حق نہ تھا اور اگر میں نے ایسا کہا تھا تو تجھے ضرور اس کا علم ہو گا۔ جو کچھ میرے جی میں ہے تو جانتا ہے اور جو کچھ تیرے جی میں ہے میں نہیں جانتا۔ تو یقیناً (سب) غیب کی باتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

مجھے ایک زبردست دھچکا لگا حتیٰ کہ اس آیت نے مجھے سر سے پاؤں تک ہلا کر رکھ دیا۔ اسے پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ اس حیرت انگیز آیت نے عیسائیت کی دو ہزار سال پرانی تعلیم کو کچل کر رکھ دیا۔ ہر چند کہ قرآن کا عربی متن پڑھنے کی مجھ میں اہلیت نہ تھی تاہم اس کا ترجمہ ہی مجھے اس قدر خوبصورت اور اپنی ذات میں واضح لگا کہ میرا دل گواہی دے اٹھا کہ یہ کلام کسی انسانی دماغ کی اختراع نہیں ہو سکتا۔

قرآن مجید کے مطالعہ کے بعد مجھے نظر آنے لگا کہ ایک نہ ایک دن مجھے اسلام کا حلقہ بگوش ہو کر مسلمان بننا ہی پڑے گا۔ اس باطنی گواہی کے باوجود میں فوری طور پر اتنا بڑا قدم اٹھانے پر اپنے آپ کو آمادہ نہیں پا رہا تھا۔ دراصل میرا خیال یہ تھا کہ پرانی عادتوں کو ترک کرنا اور اپنے اندازِ زیست کو یکسر بدلنا میرے لئے بہت مشکل ہو گا۔ اور یہ کہ میں اپنے آپ کو اس درجہ بدلنے پر قادر نہیں ہو سکوں گا۔ لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ اتنا بڑا قدم اٹھانے کے لئے مجھے اُس وقت تک انتظار کرنا چاہیئے کہ میری عمر پچاس ساٹھ سال ہو جائے کیونکہ اُس پختہ عمر میں میں اس قابل ہو سکوں گا کہ صداقت کے عملی تقاضوں کو بھرپور انداز میں پورا کر سکوں۔ لیکن اس فیصلہ کی راہ میں اصل قباحت یہ نظر آئی کہ اگر اسلام قبول کئے اور اس پر عمل پیرا ہوئے بغیر میں مر گیا تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ اس بارہ میں کسی حتمی فیصلہ پر پہنچنے کے لئے خدا مجھے کافی مہلت دے گا۔ میں نے اس دوران نماز بھی پڑھنا شروع کر دی۔ روزانہ پانچ نمازیں تو نہیں البتہ کبھی ایک اور کبھی دو نمازیں ضرور پڑھ لیتا تھا میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ خدا نے میری دعاؤں کو سننا اور ان کا جواب دینا شروع کر دیا تھا۔

سولہ ماہ گزرنے کے بعد امریکہ میں ریسرچ سے متعلق میرا معاہدہ پورا ہو گیا اور میں فرانس واپس لوٹ آیا۔ خدا کے فضل سے مجھے تیل کی ایک کمپنی شلمبرگر (SCHLUMBERGER) میں ملازمت مل گئی۔ چند ماہ کام کرنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ جس پوسٹ پر میں کام کر رہا ہوں وہ میری توقعات کے مطابق نہیں ہے۔ میں نے چند یوم کی رخصت لی اور چپکے سے ہالینڈ کے شہر دی ہیگ جا پہنچا تاکہ تیل کی مشہور کمپنی شیل (SHELL) میں آپریشنز انجینئر کی پوسٹ کے لئے انٹرویو دے سکوں۔ میں اس پوسٹ

پر تعیناتی کا بے حد خواہشمند تھا۔ بدقسمتی سے حالات میرے سازگار نہ تھے جس کی وجہ سے میں بہت پریشان تھا۔ اس لئے انٹرویو میں میری کارکردگی اچھی نہ رہی۔ اُسی شام ہوٹل میں واپس آکر میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا مانگی کہ وہ یہ پوسٹ مجھے دلوا دے ساتھ ہی میں نے یہ عہد کیا کہ اگر خدا کے خاص الخاص فضل کے نتیجہ میں یہ پوسٹ مجھے مل گئی تو میں ساٹھ سال کی عمر تک انتظار نہیں کروں گا بلکہ فوری طور پر اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جاؤں گا۔ چار ہفتے کے بعد کمپنی کی طرف سے بذریعہ ٹیلیفون یہ اطلاع ملی کہ مجھے مذکورہ پوسٹ کے لئے منتخب کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ میں نے دی ہیگ پہنچ کر پوسٹ کا چارج لے لیا۔

کام میں کچھ ایسا مصروف ہوا کہ چند ماہ تک مجھے یہ بات ہی یاد نہ آئی کہ میں نے خدا سے کوئی عہد کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد ایک روز قرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے اس کی ایک آیت نے مجھے چونکا کر رکھ دیا۔ وہ آیت یہ تھی۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (المائدہ آیت ۹۰)

ترجمہ:- تمہاری قسموں میں سے لغو قسموں پر اللہ تمہیں سزا نہیں دے گا بلکہ تمہاری پکی قسمیں کھانے (اور پھر توڑ دینے) پر تمہیں سزا دے گا۔ پس اس (کے توڑنے) کا کفارہ دس مسکینوں کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے (ایسا کھانا) جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا اُن کا لباس یا ایک (غلام کی) گردن کا آزاد کرنا۔ پھر جسے (یہ بھی) میسر نہ ہو تو (اس پر) تین دن کے روزے واجب ہیں۔ جب تم قسمیں کھاؤ اور پھر انہیں توڑ دو) تو یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔ اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اللہ اپنی آیتوں کو تمہارے لئے اسی طرح بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر گزار بنو۔

مجھے فوری طور پر یہ احساس ہوا کہ اس آیت کو میرے سامنے لا کر خدا مجھے یاد دلا رہا ہے کہ میں نے خدا سے جو معاملہ طے کیا تھا اُس نے اپنے حصّہ کی بات کو پورا کر دیا ہے۔ اور اگر میں نے اپنے الفاظ کا پاس نہ کیا اور اپنے عہد کو پورا کرنے سے گریز کی راہ اختیار کی تو وہ مجھے اُسے نقضِ عہد کی سزا دے گا۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے فوراً ٹیلی فون ڈائرکٹری اٹھائی اور اُس میں سے مسلم انجمنوں کے ٹیلیفون نمبر اور پتے نکالے اور جب مطلوبہ صفحہ نکل آیا تو میں نے آنکھیں بند کر کے انگلی کسی ایک پتے پر رکھ دی اور وہاں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے بعد میں کئی مرتبہ اُس پتہ پر گیا لیکن ہر بار باہر ہی کھڑا رہا۔ مجھے اندر جانے کی ہمت ہی نہ ہوئی۔ میں ہر بار کسی سے ملے بغیر واپس لوٹ آتا تھا۔

اسی تذبذب کی حالت میں مزید کئی ماہ گزر گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اندر ہی اندر مجھے عجب بے چینی سی لاحق تھی۔ آخر کار ایک دفعہ پھر اُدھر ہی کا رخ کیا اور وہاں پہنچ کر کافی ہچکچاہٹ کے بعد میں ہمّت کر کے اندر داخل ہو ہی گیا۔ اُس وقت میرا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ وہاں جن لوگوں سے ملا میں نے ان سے پہلی بات ہی یہ کی کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ میری بات سن کر وہ بہت حیران ہوئے۔ انہوں نے مجھے دعوت دی کہ میں ان کے ساتھ بیٹھ کر کافی پیوں، کافی پینے کے دوران تسلی سے بات ہو سکے گی۔ اُس مسلم ایسوسی ایشن کے پریذیڈنٹ مسٹر ہبۃ النور فرحاخن نے مجھے بتایا کہ ہم ہیں تو مسلمان لیکن ہیں دوسرے مسلمانوں سے کسی قدر مختلف۔ انہوں نے کہا ہم احمدی مسلمان ہیں۔ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کا وعدہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں پورا ہوا ہے اور وہی منجانب اللہ مبعوث ہونے والے مسیح موعود ہیں۔ مسٹر فرحاخن نے یہ بھی بتایا کہ مسیح علیہ السلام اپنی بعثت اوّل کے زمانے میں صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ صلیب سے زندہ اترنے کے بعد فلسطین سے ہجرت کر کے ہندوستان آگئے تھے اور پھر اپنے مشن کی تکمیل کے بعد وہیں طبعی موت سے انہوں نے وفات پائی۔ ... اس ضمن میں اور بہت سی باتیں بھی انہوں نے بیان کیں۔ ان کی باتیں سن کر میں ہکا بکا رہ گیا۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ میں سمجھتا تھا کہ اس عمارت میں اندر جانے کے بعد میری تمام تر مشکل حل ہو جائے گی۔ لیکن وقتی طور پر ایسا نہ ہو سکا۔ میں جو کچھ دیکھ اور سن رہا تھا وہ میرے لئے ناقابل یقین تھا۔ میں عجب گومگو کی حالت میں تھا۔ مجھے خیال آیا میری یہ حالت دیکھ کر یہ لوگ میرے متعلق نہ جانے کیا رائے قائم کریں گے، یہی سوچیں گے کہ یہ کوئی بے وقوف اور کم عقل آدمی معلوم ہوتا ہے۔ میں زیادہ کچھ کہے بغیر عجیب دل برداشتہ حالت میں وہاں سے واپس چلا آیا۔ مجھے خیال آیا کہ اگر مسیح دوبارہ دنیا میں آچکا ہوتا تو میں اس سے کبھی بے خبر نہ رہتا۔ میں نے سوچا ہم بیسویں صدی میں رہ رہے ہیں ایسے اہم واقعات

رونما ہونے کے بعد ڈھکے چھپے نہیں رہ سکتے۔ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اگر یہ سچ ہے تو مجھے تلاش حق میں از سر تو سرگرداں ہونا ہوگا۔ اس طرح میں ایک عجیب الجھن میں گھر کر رہ گیا۔

میں اسی اُدھیڑ بن میں مبتلا تھا کہ اچانک میرے دل میں خیال پیدا ہوا اور وہ یہ تھا کہ جو کچھ اب مجھے پیش آرہا ہے اُس کے ذریعہ خدا میرا امتحان لے رہا ہے۔ وہ ایک خاص مقصد کے پیشِ نظر مجھے احمدیہ مسجد میں لایا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ میرے ایمان اور فہم و ادراک کا امتحان لے اور دیکھے کہ میں تلاش حق میں کس حد تک مخلص ہوں۔ میں ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ میں خود فیصلہ کرنے کا اہل نہیں ہوں بلکہ اس امر کا محتاج ہوں کہ خدا خود میری رہنمائی فرمائے۔ میں نے سوچا خدا نے مسیح کی پیدائش اور موت دونوں میں نوع انسانی کے لئے قصداً ایک امتحان پوشیدہ رکھا تھا۔ اگر پہلے لاکھوں لاکھ انسان مسیح کے بارہ میں اس طرح کی نامعقول باتیں کرتے رہے ہیں تو یہ ضروری تو نہیں کہ جو باتیں احمدیوں نے مجھے بتائی ہیں وہ بھی ایسی ہی ہوں۔ وہ اپنی معقولیت کی وجہ سے سچ بھی ہو سکتی ہیں۔

مجھے جس بات سے غرض تھی وہ یہ تھی کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کا اقرار و اعلان کر کے اسلام قبول کر لوں۔ میں نے سوچا اس غرض کے لئے اگر جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کرنا درست نہیں ہے تو مجھے چاہیئے کہ میں خدا سے دعا کروں کہ ——— وہ میری رہنمائی فرمائے اور مجھے غلط قدم اٹھانے سے بچالے۔ چنانچہ میں نے خدا سے یہی دعا مانگی۔

جس روز میں نے دعا مانگی اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ ہبۃ النور فرحاخن صاحب آئے ہیں اور مجھ سے مصافحہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں تمہیں اسلام قبول کرنے اور مسلمان ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خواب میں مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ یہ واقعہ قریباً تین ماہ میں رونما ہوگا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مجھے ایسا خواب دیکھنے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے واضح رہنمائی حاصل کرنے کا تجربہ ہوا۔ میں خدا تعالیٰ کے اس فضل و احسان پر اس کی حمد بجالایا۔ اُس نے میری دعا قبول فرمائی تھی اور صحیح راستہ مجھے دکھا دیا تھا اور اس طرح بتا دیا تھا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہی اصل راہ ہدایت ہے۔

اس کے بعد میں جماعت احمدیہ اور اس کے عقائد کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کی غرض سے بار بار احمدیہ مسجد آتا رہا اور ساتھ کے ساتھ کتابوں کا بھی مطالعہ کرتا رہا۔ مطالعہ کتب اور ہالینڈ کے مشنری انچارج مسٹر اکمل کے ساتھ تبادلۂ خیالات کر کر کے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسلام کے جس تصور کا وہ دفاع کر رہے ہیں وہی اصل اور حقیقی اسلام ہے یعنی بعینہٖ وہی اسلام جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کو روشناس کرایا تھا۔

چند ماہ بعد اللہ تعالیٰ کے فضل خاص کے نتیجہ میں میں احمدی مسلمان بن گیا اور اس طرح اسلام قبول کرنے کے بعد میں پہلی نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد آیا تو بالکل اُسی طرح جس طرح کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا مسٹر فرحاخن میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا میں اسلام قبول کرنے پر تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔

جب میں ان تمام گزرے ہوئے واقعات پر نظر ڈالتا ہوں جو بالآخر میرے قبول اسلام پر منتج ہوئے تو میں اس امر کا احساس کر کے ورطۂ حیرت میں پڑے بغیر نہیں رہتا کہ غالباً میرا اپنے دوست سعید کی ٹانگ کا توڑنا میری زندگی کا ایسا واقعہ تھا جس میں بھلائی مضمر تھی کیونکہ یہ واقعہ ہی آگے چل کر مجھے حقیقی اسلام کی طرف لانے کا موجب بنا۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(البقرہ آیت ۲۱۷)

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

(نوید احمد مارٹی)

ولادت باسعادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے عزیزم مکرم نصیر احمد قمر پرائیویٹ سیکریٹری کو مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۰ء کو پہلی دو بیٹیوں کے بعد دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مولانا بشیر احمد قمر صاحب مبلغ سلسلہ کا پوتا اور مکرم برادرم احمد حسین صاحب خادم سلسلہ (صدر انجمن احمدیہ) قادیان کا نواسہ ہے۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت بیٹے کا نام لبیب احمد قمر تجویز فرمایا ہے۔

جملہ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود موصوف کو صحت و عافیت والی درازئ عمر عطا فرمائے نیک، صالح، خادم دین اور صاحب اقبال بنائے۔ آمین

(شوکت حسین - ALTENMITTLAU، سابق کارکن صدر انجمن احمدیہ)

مرسلہ:۔ خلیق سلطان انور

ایک درویش کا خواب

جماعت احمدیہ کے جید عالم اور نامور بزرگ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رضی اللہ عنہ کا ایک خواب جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحریر کیا اور حضور کے ارشاد پر ۵ دسمبر ۱۹۵۱ء کے الفضل میں شائع ہوا افادہ عام کے لئے ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے

ادارہ

سیدنا حضرت اقدس! صلوات اللہ علیکم مع جمیع البرکات و مفاز جمیع المرادات۔ آمین ثم آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الحمد للہ کل رات حضور اقدس کی زیارت بھی نصیب ہوگئی اور ایک عجیب نظارہ بھی دیکھا یعنی دیکھا کہ ربوہ کی آبادی وسعت عظیمہ کے لحاظ سے ایک بہت ہی بڑی میدانی شکل کی وسعت میں پائی جاتی ہے اور اس وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ربوہ میں محشر نما منظر کی صورت ہے اور روز حساب کا نظارہ ہر طرف نظر آرہا ہے۔ اور مبایعین کی صفیں مختلف طبقات کی صورت میں مختلف ہیئتوں اور معین علامات کے ساتھ امتیاز رکھتی ہیں۔ سب سے اوّل طبقہ مبایعین کا جو شاندار اللہ تعالیٰ کے نزدیک سمجھا جانے سے سب سے بڑھ کر درجہ کی صورت میں اور سب صفوں سے اوّل نمبر ہے وہ گو تعداد کے لحاظ سے دوسری جماعتوں کے مقابل قلیل افراد میں پایا جاتا ہے لیکن اس کی شان اس قدر اعزازی مرتبہ کے لحاظ سے ممتاز اور نمایاں ہے کہ دوسری جماعتوں کے اکثر لوگ حسرت کے ساتھ ان کے متعلق رشک کھا کر بار بار کہتے ہیں کہ کاش ہمیں بھی یہ عزت اور برکت نصیب ہو سکتی اور پھر بتایا جا رہا ہے کہ اس درجہ اول کی صف کے لوگوں کی یہ شان پُر رفعت اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی اطاعت میں مخلصانہ خدمات کے سلسلہ میں مالی اور جانی اور وطنی اور وقتی قربانیوں کے نمونے اول درجہ پر دکھائے ہیں۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض صحابہؓ سے بھی یہ لوگ افضل ہیں اور ان قربانیوں میں تحریک جدید میں سب سے بڑھ کر اور مسلسل ایثار اور اخلاص کے نمونے دکھانے والے بھی شامل ہیں۔ اس وقت خاکسار بھی حضور اقدس کے پاس ہی یہ نظارہ دیکھ رہا ہے اور اسی حالت میں دوسری جماعتوں کے لوگوں کی حسرت کے اظہار کرنے پر اس قلیل التعداد صف والوں کی رفعت شان کو سب صف والوں پر نمایاں کیا جا رہا ہے۔ گویا کہ قیامت اور حشر کا میدان ہے جس میں مبایعین کے منظر دکھانے پر صف اوّل کے رفیع المنزلت مخلصوں کی قدر و قیمت معلوم ہونے پر دوسرے لوگ بار بار حسرت محسوس کرتے ہوئے زبان سے بھی اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ کاش ایسی قربانیوں اور ایسے ایثار اور اخلاص کے نمونے ہم بھی دکھانے والے ہوتے اور یہ عزت اور یہ رفعت اور یہ برکت ہمیں بھی نصیب ہو سکتی۔ اسی نظارہ کی عجب نما کیفیت کے ساتھ بیدار ہو گیا لیکن اس منظر عجیب کا اثر اب تک بھی قلب کو محسوس ہو رہا ہے۔

والحمد للہ علی ذالک

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی

حضرت مولوی عطاء محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکرِ خیر

مکرم نسیم احمد صاحب طاہر۔ حال مقیم جرمنی

اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرنے کی غرض سے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تو اپنے فضل سے آپ کو ایسے جانثاروں کی جماعت بھی عطا فرمائی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مثیل تھے۔ سطور ذیل میں حضور علیہ السلام کے جس صحابیؓ کا ذکر خیر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں انہیں بہت آخیر میں حضور علیہ السلام کو دیکھنے کا موقعہ ملا مگر انہوں نے اس تھوڑے سے وقت کا خوب فائدہ اٹھایا۔ ان کا نام ہے حضرت مولوی عطاء محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس تعلق کی بنا پر کہ مجھے حضرت مولوی صاحب کا داماد ہونے کا شرف حاصل ہے، میں یہ سطور تحریر کر رہا ہوں۔

حضرت مولوی صاحب کا آبائی وطن موضع اٹھور ضلع لدھیانہ مشرقی پنجاب تھا۔ آپ کے والد محترم حکیم نتھے خان اپنے علاقہ کے متمول زمیندار تھے۔ آپ نہایت نیک، دیانتدار اور شریف الطبع آدمی تھے۔ علم طب میں ید طولیٰ رکھتے تھے مگر طبابت کا فن ان کا ذریعہ معاش نہ تھا۔ آپ نے اس علم اور فن میں مہارت محض خدمت خلق کی نیت سے حاصل کی تھی۔ بدیں وجہ آپ کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ حضرت مولوی صاحبؓ کی والدہ ماجدہ بھی بہت نیک خاتون تھیں۔ محترم حکیم نتھے خان صاحب کی اولاد تین بیٹوں اور ایک دختر پر مشتمل تھی۔ حضرت مولوی صاحب کے والد اور والدہ محترمہ دونوں اپنی اولاد سے اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ زمانہ مسیح موعود کی آمد کا ہے یا تو وہ آچکے ہیں یا آنے والے ہیں ہمیں تو شائد یہ زمانہ نہ ملے اگر تمہیں یہ زمانہ نصیب ہو تو بلا تامل مہدی موعود کو مان لینا کیونکہ زمانہ انہی کا ہے اور تمام نشانیاں بھی موجود ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی زندگی میں مبعوث ہو چکے تھے لیکن وہ زمانہ برق رفتاری کا نہ تھا لہٰذا ان کے والدین حضور علیہ السلام پر ایمان لانے کی سعادت سے محروم رہے اور لاعلمی میں ہی اس دار فانی سے کوچ کر گئے مگر وہ اپنی اولاد کے لئے ایک راہ مستقیم متعین کر گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے والدین کو بھی اپنی رحمت خاص سے بخش دے۔ آمین۔

حضرت مولوی صاحبؓ کی ہمشیرہ اغلباً سب سے بڑی تھیں۔ ان کی شادی ضلع فیروزپور میں ایک زمیندار گھرانے میں ہوگئی تھی۔ حضرت مولوی صاحب کے والد محترم کا جب انتقال ہوا تو ان کے تینوں بیٹے چھوٹے ہی تھے۔ ان کی والدہ محترمہ نے نہایت شفقت اور محبت سے اپنی اولاد کی پرورش کی۔ ابھی یہ تینوں بھائی چھوٹے ہی تھے کہ حضرت مولوی صاحب اور ان کے بڑے بھائی چوہدری علی محمد صاحب بی اے، بی ٹی کو طاعون کی بیماری لاحق ہوگئی۔ اس دور میں یہ بیماری بڑی خطرناک تصور کی جاتی تھی اور دور دراز کے علاقوں میں علاج معالجہ کا بھی فقدان تھا۔ ان کی والدہ نے جو علاج میسر تھا کیا مگر جب کوئی چارہ نہ رہا تو دعا کی طرف خاص توجہ کی اور اس تضرع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ اے اللہ تو قادر و توانا ہے تو میرے بچوں کو صحت دے دے اور مجھے موت دے دے۔ اس نیک بخت عورت کی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا اور چند ہی ایام میں دونوں بھائی رو بصحت ہوگئے اور ان کی والدہ محترمہ چند روز کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئیں۔ ان کی والدہ نہایت دعاگو اور پارسا خاتون تھیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر سہ بھائیوں کو مسیح مہدی علیہ السلام کے خدام میں شامل ہونے کا شرف عطا کرنا تھا اس لئے اس نے ان کی والدہ کی دعا کو قبول کر لیا۔ والدہ کی وفات کے بعد اب یہ بالکل بے سہارا ہو گئے تھے۔

حضرت مولوی صاحبؓ کے سب سے بڑے بھائی ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر جنہوں نے اس وقت تک میٹرک کا امتحان پاس کر لیا تھا وہ مزید تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر گھریلو حالات نے مزید تعلیم جاری رکھنے کی اجازت نہ دی چنانچہ مولوی نعمت اللہ صاحب گوہر ملازمت کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ان دنوں پنجاب میں بندوبست دوامی ہو رہا تھا۔ تلاش معاش میں وہ پٹیالہ تشریف لے گئے جہاں ان کی ملاقات حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ سنوریؓ سے (جو ان دنوں اسی محکمہ میں ملازم تھے) ہوئی۔ آپ نے ازراہ شفقت ان کو اسی محکمہ میں نوکر کروا دیا۔ انہوں نے آپ کے ساتھ رہائش اختیار کر لی۔ حضرت مولوی سنوری صاحبؓ بہت پہلے احمدی ہو چکے تھے اور اخلاص و وفا اور

خدمت و فدائیت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ مولوی صاحبؓ کے پاس جماعت کا لٹریچر اخبار وغیرہ آتے تھے۔ یہیں مکرم نعمت اللہ صاحب کو احمدیت کی بھنک پڑی۔ چونکہ مولوی نعمت اللہ صاحب گوہر نیک خصلت تھے جلد ہی انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو صمیم قلب سے قبول کر لیا اور بیعت بھی کر لی۔ پھر اپنے گاؤں سے دونوں بھائیوں کو بلوا کر ان کی بھی بیعت کروائی اغلباً حضرت مولوی عطا محمد صاحبؓ نے تحریری بیعت ۱۹۰۵ء میں کی۔ اس طرح ان کے والدین کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ہر سہ بھائیوں کو مہدیٔ زماں کے قدموں میں لا ڈالا۔ پھر ۱۹۰۷ء میں تینوں بھائی ہمیشہ کیلئے ہجرت کر کے قادیان دارالامان آگئے اور دستی طور پر بھی حضرت مہدی آخرالزماں علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ جب حضرت مولوی عطاء محمد صاحب قادیان آئے تو پرائمری پاس تھے۔ یہاں آکر آپ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور بورڈنگ میں رہائش اختیار کر لی۔ تمام نمازیں مسجد میں ادا کرتے اور ہر روز دیدار مسیحؑ سے شاد کام ہوتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن میں مسجد احمدیہ کے چوک میں کھڑا تھا دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک کی شاہ نشین سے نیچے کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں فوراً بھاگ کر گیا اور حضورؑ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

آخری جلسہ سالانہ کے ایام میں جب حضور خدام کی معیت میں ریتی چھلہ کی طرف تشریف لے گئے اور ساتھ جانے والے احباب کی کثرت کی وجہ سے کئی دفعہ حضورؑ کی جوتی پاؤں سے اتر گئی۔ اس موقع پر ایک دفعہ مولوی صاحبؓ کو بھی حضورؑ کی جوتی اٹھا کر دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہی وہ موقعہ تھا جب حضورؑ نے فرمایا کہ اب واپس چلنا چاہیئے کیونکہ اب تو بہت لوگ ہو گئے ہیں۔ واپس آکر بھائی محمود صاحب کی دکان کے نزدیک ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر حضورؑ نے جملہ احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا دور سعادت مولوی صاحب نے قریباً ۹ ماہ دیکھا اور اس سے بھرپور استفادہ حاصل کیا اور حسب استطاعت خوب برکت حاصل کی۔ آپ کہا کرتے تھے کہ جب ایک انگریز بمعہ اپنی بیگم کے حضورؑ سے ملاقات کے لئے آیا تو میں بھی اس وقت موجود تھا اور میں نے دروازہ کھٹکھٹا کر حضورؑ کی خدمت اقدس میں اطلاع دی تھی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ میں آتا ہوں حضرت مفتی صاحبؓ کو بلوایا جاوے۔ غرضیکہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خوب قریب سے دیکھا اور حضورؑ کی تریاقی صحبت سے فیضیاب ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ بھی حضرت مولوی صاحب کو خوب یاد تھا۔ اس دور کے واقعات بھی سنایا کرتے تھے۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے مشکوٰۃ پڑھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دردؓ اور کئی دوسرے بزرگ اصحاب کے ساتھ شامل ہو کر حضرت خلیفۃ المسیحؓ سے دینی کتب پڑھا کرتا تھا۔ چونکہ میری آواز بلند تھی اس وجہ سے حضور مجھے بلند آواز سے پڑھنے کا ارشاد فرماتے اور خود ترجمہ و شرح بیان فرماتے تھے اور سمجھاتے جاتے تھے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے حضور سے گذارش کی کہ میں ملازمت کا خواہشمند ہوں مگر قادیان سے باہر نہیں جانا چاہتا۔ حضورؓ نے فرمایا کہ میرے پاس تو پانچ روپے کی نجی نوکری ہے۔ آپ نے نہایت بشاشت سے حضور کی غلامی کو پسند کر لیا اور خلیفۂ وقت کی اطاعت اور خدمت کو اپنا شعار بنا لیا۔ آپ کا کہنا تھا کہ جب ایمان لے آیا جاوے تو پھر امنا و صدقنا کے سوا کوئی اور بات ذہن میں نہیں آنی چاہیئے۔ آپ نے تادم مرگ اسی اصول پر تکیہ کیا اور ہر خلیفہ کی اطاعت کا جوا پہنے رکھا۔ کچھ عرصہ بعد آپ حضورؓ کی اجازت اور حضورؓ کی عنایت سے صدر انجمن احمدیہ میں ملازم ہو گئے۔ آپ نے پہلے ناظر اعلیٰ جناب چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ کے ساتھ اور بعد میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت مولانا سرور شاہ صاحبؓ جیسے جید صحابہ کے ساتھ کام کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میرے افسران ہمیشہ میرے کام سے خوش رہے۔ آپ محنت اور دیانت داری سے کام کرنے والے تھے۔ اس طرح ایک لمبے عرصہ تک حضرت مصلح موعودؓ کے عہد خلافت میں آپ کو خدمت کا موقعہ ملا۔ آپ کو حضورؓ اور حضورؓ کے اہل بیت سے بہت محبت تھی۔ حضورؓ بھی آپ سے ہمیشہ محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ اس ضمن میں ایک واقعہ کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ ۱۹۷۷ء میں جب حضرت مولوی صاحب کی اہلیہ محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ کا انتقال ہوا تو ان کی وفات پر حضرت بیگم مرزا منصور احمد صاحب جو ہمارے ہاں تعزیت کے لئے تشریف لائی تھیں، انہوں نے فرمایا کہ مجھے ۱۹۲۴ء کا وہ زمانہ یاد ہے جب حضرت مصلح موعودؓ فلو سے بیمار ہو گئے تھے تو مولوی صاحبؓ نے دن رات حضورؓ کی خدمت کی۔ آپ ہر وقت حضورؓ کے گھر کی ڈیوڑھی میں ہی موجود رہتے تاکہ کوئی موقعہ خدمت کا ہاتھ سے نہ جانے پائے۔

۱۹۵۴ء میں سلسلہ کی ملازمت سے حضرت مولوی صاحب ریٹائر ہو گئے اور ربوہ میں ہی رہائش اختیار کر لی۔ یہاں انہوں نے بچوں کو قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد آپ مستقل طور پر راولپنڈی

چلے گئے جہاں آپ کے فرزند چوہدری خلیل احمد صاحب بسلسلہ ملازمت مقیم تھے راولپنڈی میں بھی جا کر بچوں کو قرآن کریم پڑھاتے رہے اور فارغ اوقات میں پرانے الفضل گھروں سے لا کر بازاروں میں تقسیم کرتے۔ یہ سلسلہ انہوں نے عمر کے آخری حصہ تک جاری رکھا۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر فرد سے محبت کرتے اور ان کا بے حد احترام کرتے۔ حضرت میر اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی قریبی تعلقات تھے۔ قادیان میں مولوی صاحب کی اہلیہ اول کا انتقال ہو گیا تو ایک دن دفتر میں ملاقات پر حضرت میر صاحب رضؓ نے مولوی صاحب سے کہا کہ دوسری شادی کر لیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میر صاحب ابھی تو میری بیوی کو فوت ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے اس پر حضرت میر صاحب رضؓ نے فرمایا مولوی صاحب قرآن میں عدت کا حکم عورت کے لئے ہے مرد کے لئے نہیں۔

آپ ہمیشہ جماعت کی ہر تحریک میں بڑھ کر حصہ لیتے چاہے کتنی ہی مالی تنگی ہوتی۔ ہمیشہ آمدنی سے چندہ جات پہلے ادا کرتے پھر گھریلو ضروریات کی طرف توجہ دیتے۔ اوائل عمر سے ہی وصیت کی تھی اور ہمیشہ چندہ جات پہلی فرصت میں دیتے۔ آپ کی آواز نہایت بلند تھی اور تھے بھی آپ خوش الحان قادیان میں اپنے محلہ کے امام الصلوٰۃ تھے۔ ہمیشہ اونچی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے۔ صبح کے وقت نماز میں ہمیشہ لمبی سورتیں پڑھتے جس سے تمام لوگ محظوظ ہوتے۔ آپ کو میں نے اپنی زندگی میں بیماری میں بھی کبھی گھر میں نماز ادا کرتے نہیں دیکھا۔ اذان کی آواز سن کر ہمیشہ جلد مسجد میں جا پہنچتے۔ آپ ہر نماز مسجد میں پڑھنا ضروری خیال کرتے۔ قرآن شریف کے تلفظ کا بے حد خیال رکھتے۔

۱۹۷۴ء میں جب آپ کے بیٹے کینیڈا چلے گئے تو مستقل طور پر ربوہ میں رہائش اختیار کر لی۔ اپنی بیوی کی وفات کے بعد اپنے داماد محترم قریشی اکمل صاحب کے ہاں رہائش اختیار کر لی اور سالہا سال تک انہی کے ہاں قیام کیا جہاں ان کی صاحبزادی محترمہ ذکیہ اکمل صاحبہ اور ان کے تمام بچوں نے ان کی بے انتہا خدمت کی۔ قریشی صاحب نے بھی ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا اور ان کی دعاؤں سے وافر حصہ پایا۔ جزاکم اللہ۔ ان دنوں خاکسار ملازمت کے سلسلہ میں ملتان میں مقیم تھا۔ پھر بعض وجوہ کی بنا پر میری فیملی ربوہ آ گئی تو پھر محترم قریشی صاحب کی رضامندی سے میرے ہاں منتقل ہو گئے اور وفات تک میرے ہاں ہی مقیم رہے۔ مجھے تو اتنی خدمت کا موقعہ نہ مل سکا مگر ان کی بیٹی محترمہ امۃ السلام صاحبہ اور میرے بیٹوں نے کما حقہٗ ان کی خدمت کی توفیق پائی۔ خاص طور پر میرے بیٹے عزیزم سہیل احمد پاشا کو ان کی خدمت کا خوب موقعہ ملا۔ عزیزم نے ان کی ہر خواہش کا احترام کیا اور خدمت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اسی دوران عزیزم سہیل احمد کو اسیر راہ مولا ہونے کا بھی شرف حاصل ہو گیا تو بہت ہی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ وہ جب بھی کیس کے لئے جاتا تو اس کے لئے دعا کرتے اور جب تک آ کر مطلع نہ کرتا کہ کیا بنا دعا کرتے رہتے۔ میں تو حقیر سا آدمی ہوں ان کی دعاؤں کے طفیل میرے بڑے کام ہوئے۔ ان کے وجود سے جو برکات میرے خاندان کو ملیں میں ان کا اہل نہ تھا۔ باوجود داماد ہونے کے میرے ساتھ ہمیشہ بچوں جیسا سلوک کیا۔ میں ہر ہفتہ لاہور سے ربوہ آتا تو ہمیشہ انہیں اپنا منتظر پاتا مجھے دیکھ کر ہمیشہ خوشنودی کا اظہار کرتے اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے ان کے ہوتے ہوئے میرا گھر ہمیشہ برکتوں سے بھرا رہا۔ ہر مشکل کے وقت میں دعا کی درخواست کرتا اور ہمیشہ اپنی مشکل سے نجات پاتا۔ عمر کے آخری حصہ میں وفات سے تین سال قبل صبح کے وقت مسجد جاتے ہوئے گر گئے اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔ پھر صاحب فراش ہو گئے۔ قریباً تین سال کا عرصہ چارپائی پر ہی گزارا مگر بیماری کے دوران کبھی گھبراہٹ اور مایوسی کا اظہار نہ کیا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے کہ اے خدا مجھے جوبلی کا جلسہ دکھا دینا

آپ نہایت دعاگو اور صاحب کشف بزرگ تھے۔ لمبی بیماری کی وجہ سے معدہ خراب ہو جانے کی شکایت ہو جاتی تھی۔ جنوری ۱۹۹۰ء کے اوائل میں معدہ کی خرابی کی وجہ سے طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ چند یوم بیمار رہے اور آخر ۱۰ جنوری ۱۹۹۰ء کو صبح دس بجے کے قریب اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر وفات کے وقت ۹۵ سال کے قریب تھی۔ آپ بہت دعاگو اور عبادت گزار تھے۔ ساری زندگی کمال سادگی اور عجز کے ساتھ بسر کی۔ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی خواہش رکھتے تھے اسی لئے اپنے بچوں کے پاس کینیڈا میں بھی رہائش اختیار نہ کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات پر جملہ احباب کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے حضرت مرزا منصور احمد صاحب کے ذریعہ تعزیت فرمائی اور لندن میں نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ آپ کی بیماری کے دوران مکرم ہدایت اللہ صاحب حبش نے ان کا ایک انٹرویو وڈیو فلم کی صورت میں ریکارڈ کیا جو ان کی وفات کے بعد دکھایا گیا۔ بیماری کے دوران مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب، ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی، ڈاکٹر عمر دین صاحب سدھو، ڈاکٹر خواجہ وحید احمد صاحب، ڈاکٹر عمران احمد صاحب دہلوی، ڈاکٹر محترمہ امۃ الحمید صاحبہ جو حضرت مولوی صاحب کی بھتیجی ہیں نے جس خلوص اور محبت سے ان کا علاج کیا ہم سب اس کیلئے ان کے بے حد شکر گزار ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کی بہترین جزا دے۔ آمین۔ (باقی صفحہ ۴۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

بہشتی مقبرہ قادیان

(حضرت مولانا ذوالفقار علی خانصاحب گوہر مرحوم ومغفور)

کیوں آپ ہی آپ آنسو آنکھوں سے ہوئے جاری
یہ کس نے گلا گھونٹا کیوں سانس ہؤا بھاری

کیوں سینہ میں سوزش ہے کیوں دل میں ہے کاہش سی
بے ہوشی کا عالم کیوں مجھ پہ ہوا طاری

زندہ تو ہوں میں لیکن مُردوں کی سی حالت ہے
میں خواب کہوں اس کو یا عالمِ بیداری

کیا دیکھ لیا میں نے گُم عقل ہوئی جس سے
کیا چیز نظر آئی جو لے گئی ہوشیاری

زندوں میں اگر ہوتا میں یہ بھی سمجھ لیتا
یہ حسُن کا جادو ہے یہ حسُن کی عیّاری

چھوٹا سا بغیچہ ہے جس میں کھڑا ہوں میں
سنّاٹے کا عالم ہے ہر سمت یہاں طاری

اس بزمِ خموشاں میں کیا ذکر تکلّم کا
بلبل ہے تو بے نالہ قمری ہے تو بے زاری

ہر غنچہ ہے لب بستہ ہر پھول ہے دل خستہ
ہر شاخ کو ہے سکتہ ہر پیڑ میں خودداری

اس محفلِ قدسی کے آداب نرالے ہیں
معدوم یہاں خنداں موجود یہاں زاری

یہ رعب کا عالم ہے یہ جذب کی حالت ہے
تھرّاتی ہے یاں آکر بستی کی ریاکاری

یک لخت ہوا غائب دنیا کا ہر اک سودا
کیا خواہشِ ہر عزت کیا سوزشِ سرخواری

کچھ ڈھیر ہیں مٹی کے یہ جن کا کرشمہ ہے
یہ جن کی گرانباری ہے تاجِ سُبکساری

چُپ منہ سے سناتے ہیں ماضی کے یہ افسانے
خاموش زبانی پر قربان ہے نقاری

الواح کی تحریریں ہیں صدق کی تفسیریں
بچھڑوں کی ہیں تصویریں کیوں ہم کو نہ ہوں پیاری

ہیں سامنے آنکھوں کے مہتاب سے وہ چہرے
ہیں نورفشاں جن پر اخلاص و وفاداری

اے بچھڑے ہوئے پیارو ٹھہرو کہ میں آتا ہوں
ہستی سے خفا ہوں میں جینے سے ہے بیزاری

رو رو کے چنبیلی کے پھولوں سے میں کہتا ہوں
اے گل تبو خرسندم تو بوئے کسے داری؟

اے قبر مسیحاؑ کی گوہر ہو فدا تجھ پر
وہ بھی تھا مجھے پیارا تُو بھی ہے مجھے پیاری

مرسلہ :۔ فرحت اللہ دین، سکندر آباد

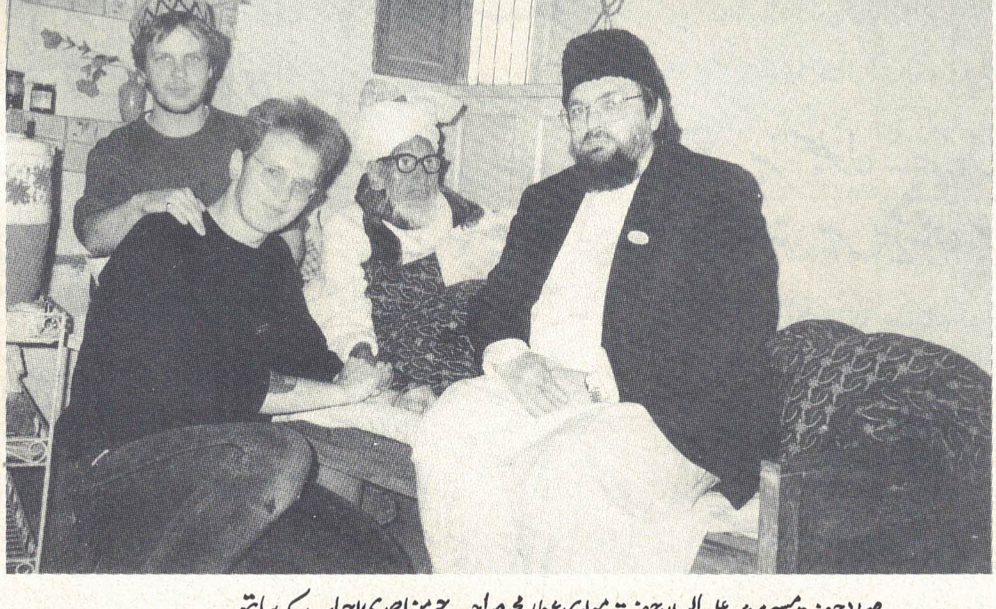

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مولوی عطاء محمد صاحب جرمن احمدی احباب کے ساتھ

مشرقی حصہ جرمنی میں تبلیغی سرگرمیاں

"WEIMER" میں تبلیغی مساعی کی رپورٹ

DDR میں تبلیغ اسلام کا کام خدا تعالیٰ کے فضل سے جاری ہے۔ اور مرکزی تبلیغی کمیٹی اب تک مختلف شہروں میں یہ عظیم فریضہ سرانجام دے چکی ہے۔ جن میں ERFURT، JENA اور WEIMER شہر قابل ذکر ہیں۔ آج قارئین کے سامنے WEIMER میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی مختصر رپورٹ پیشِ خدمت ہے۔

"WEIMER" میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۲۵ر نومبر کی شام کو سات بجے جماعت احمدیہ کی طرف سے تبلیغی نمائش کا افتتاح بمقام JUNGEND ZENTRUM وائمر میں ہوا۔ اس افتتاحی تقریب میں ۱۵ جرمن اور آٹھ احمدی احباب نے شرکت کی۔ رانا محمد صفدر صاحب نے حاضرین سے اسلام اور احمدیت کا مختصر تعارف کروایا۔ مہمانوں نے ۲ قرآن کریم ایک فلاسفی آف اسلام اور ایک اسلامی نماز کی کتاب خریدی۔ اس کے علاوہ منتخب قرآنی آیات، احادیث نبویؐ اور اقتباسات حضرت مسیح موعودؑ کی کتب احباب کو تحفتہً دی گئیں۔

★ مورخہ ۲۶ر نومبر کو شام تک پچاس افراد نے نمائش دیکھی۔ اور جماعت کا لٹریچر حاصل کیا۔ ایک مسلم نوجوان جو الجزائر سے تعلق رکھتا تھا نمائش کو بہت پسند کیا اور جماعت کی کاوشوں کی تعریف کی اور جاتی دفعہ ایک جرمن ترجمہ والا قرآن کریم خریدا۔

★ ۲۷ر نومبر کو نویں کلاس کے ۲۴ طلباء و طالبات نے نمائش دیکھی۔ مختلف سوالات کیئے جن کا احسن طریقے سے جواب دیا گیا۔ انہوں نے ۵ قرآن کریم خریدے اور فری لٹریچر حاصل کیا۔

★ ۲۸ر نومبر کو اخباری نمائندے تشریف لائے۔ نمائش سے استفادہ حاصل کیا۔ نمائش ہال کے مختلف فوٹو لیئے اور اسلام اور احمدیت کے متعلق مختلف سوالات کیئے۔ اُن کے سوالات کے خاکسار نے احسن رنگ میں جوابات دیئے۔ اس دن خاکسار کی مدد مکرم خلیق اختر بصرا نے کی۔ اس کے علاوہ ۸۰ احباب نے نمائش دیکھی اور جماعت کا لٹریچر حاصل کیا۔

★ ۲۹ر نومبر کو دسویں کلاس اے کے ۲۷ طلباء و طالبات نے اپنے اساتذہ کرام کے ساتھ نمائش دیکھی اور مختلف قسم کے سوالات کیئے۔ احادیث نبویؐ، مختلف آیات اور اقتباس حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے ساتھ لے کر گئے۔ اس کے علاوہ ۴۵ احباب نے نمائش دیکھی اور فری لٹریچر حاصل کیا۔

★ ۳۰ر نومبر کو دسویں B کے طلباء و طالبات نے نمائش ہال کا وزٹ کیا۔ اور دو گھنٹے تک نمائش سے مستفیذ ہوتے رہے اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔ ۳ قرآن کریم خریدے۔ مختلف نوعیت کا لٹریچر ہمراہ لے گئے۔ ان کے علاوہ ۵۰ افراد نے نمائش دیکھی اور جماعت کی کوششوں کی تعریف کی اور فری لٹریچر حاصل کیا۔

★ یکم اور ۲ر دسمبر کو چونکہ ZENTRUM میں خاص پروگرام تھا اس لئے ۱۵۰ سے زیادہ افراد نے نمائش دیکھی اور خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ فری لٹریچر بھی حاصل کیا۔

★ ۳ر دسمبر کو خدا کے فضل سے تین کلاسز کے وزٹ کیا جن میں ۷۵ طلباء طالبات شامل تھے۔ منتخب احادیث، آیات قرآنی کی کتب اور حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات پر مبنی سیٹ ساتھ لے گئے۔ ان کے علاوہ ۵۲ افراد نے نمائش سے استفادہ حاصل کیا۔

★ مورخہ ۴ر دسمبر کو 11E کے ۲۷ طلباء طالبات نے اپنے اساتذہ کے ہمراہ نمائش کا وزٹ کیا اور ۳ قرآن کریم خریدے، فری لٹریچر بھی حاصل کیا ان کے علاوہ ۲۳ افراد نے نمائش دیکھی۔

اسلامک ایوننگ

۴ر دسمبر ۱۹۹۰ء کی شام WEIMER میں اسلامک ایوننگ کے نام سے تقریب ہوئی جس کی مختلف اخبارات میں تشہیر کی گئی۔ پروگرام شام کا تھا مگر لوگ دوپہر کو ہی آنے شروع ہو گئے۔ ایک غیر احمدی مسلم نوجوان اپنے ساتھ ایک فلسطینی اور ایک لبنانی نوجوان کو نمائش دکھانے کے لئے لایا۔ ان کے ساتھ تقریباً تین گھنٹے تک تبلیغی نشست ہوئی۔ ان کے سوالات کا جواب احسن طریقے سے دیئے گئے جس سے متاثر ہو کر انہوں نے ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں ہمارے ساتھ باجماعت ادا کیں۔ اور پھر شام کے پروگرام کے لئے اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی لانے کا وعدہ کیا۔ جو شام کو باقاعدہ پروگرام میں شامل ہوئے۔ اسلامک ایوننگ کی تقریب آٹھ بجے شروع کی گئی تقریب کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے شروع کیا گیا۔ تقریب میں امیر جماعت جرمنی

مشن کی تبلیغی سرگرمیاں KÖLN

۱۔۔۔ ماہ نومبر ۱۹۹۰ء میں پورے کولون ریجن میں ٹرکش دوستوں میں تبلیغی مہم چلائی گئی محترم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب اور محترم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب نے دو دو ہفتہ کا وقت ہمارے مشن کے لئے وقف کیا۔ اور محترم لئیق احمد منیر صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ کولون مشن کی اُن جماعتوں کا دورہ کیا جہاں ٹرکش کے ساتھ تبلیغی نشستوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ریجن کی ۱۲ جماعتوں میں ٹرکش کے ساتھ اجتماعی نشستیں ہوئیں۔ اس کے علاوہ انفرادی رابطے بھی کئے گئے اور احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ اس مہم میں ۱۵ ترک دوستوں نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ ان میں ۶ دوست ایسے ہیں جو خدا کے فضل سے احمدیت کے قریب نظر آتے ہیں۔

۲۔۔۔ مؤرخہ ۲۴ تا ۲۶ نومبر ۱۹۹۰ء کو رشین احباب کے ساتھ رابطہ کیا گیا۔ لندن سے نو احمدی رشین برادر رافیل بھی تشریف لائے تھے۔ ۲۴ نومبر کو KOBLENZ شہر میں ایک ہال کرایہ پر لیا گیا۔ جہاں رشین سے تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ اور اس پروگرام میں ۷۰ کے قریب رشین احباب تشریف لائے یہ پروگرام خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑا دلچسپ تھا۔ اسلام و احمدیت کے متعلق معلومات پہنچائی گئیں۔

۳۔۔۔ کولون شہر کے نواحی قصبہ LINDLER میں بھی رشین فیملیز کے ساتھ تبلیغی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ انہوں نے اسلام میں بڑی گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ بقول برادر رافیل، کوبلنز سے ۳ فیملیز اور LINDLER سے ایک فیملی احمدیت کے قریب آچکی ہیں۔

۴۔۔۔ **چوتھا تربیتی کیمپ داعیانِ الی اللہ** :۔ داعیان الی اللہ کولون ریجن کا چوتھا تربیتی کیمپ مؤرخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۰ء کو کولون مشن میں ہوا۔ اجلاس کا آغاز ۸ بجے شام تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو مکرم جاوید اقبال صاحب نے کی۔ بعدہٗ نظم مکرم نعیم نیّر صاحب نے پڑھی۔ اس کے بعد مکرم و محترم لئیق احمد صاحب منیر مربی سلسلہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ دعوت الی اللہ کا کام انبیاء کا حصّہ ہے۔ اس مقدس فریضہ کی انجام دہی کے لئے قریہ قریہ پھیلیں۔ اگر ہم اپنی تبلیغ میں انبیاء والا کردار ادا نہ کریں تو کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ ان قوموں کے معاشرتی طور طریقے اور سماجی عادتیں اور ہیں۔ یہ اتنے آزاد ہیں کہ اسلام کے مقابلہ میں وہ عیسائیت کو پیش نہیں کرتے۔ بلکہ ماحول اور سوسائٹی کو پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اسلام ہمیں کیا دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ تحمل بردباری اور خدا کے حضور دعاؤں کے ساتھ تبلیغ کو جاری رکھیں اپنے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ پیش کریں۔ آپ نے فرمایا کہ البانی باشندے اکثر مسلمان ہیں۔ ان کے ساتھ رابطے ضروری ہیں۔

اس کے بعد خاکسار ریجنل سیکرٹری تبلیغ نے گزشتہ تبلیغی کیمپ کی رپورٹ اور پورے سال ۱۹۹۰ء کا ریجن بھر کا جماعتوں کا جائزہ پیش کیا۔ اس کے بعد سابق DDR میں تبلیغی امور کا جائزہ لیا گیا۔

اس کے بعد مکرم ریجنل امیر صاحب چوہدری سعید الدین صاحب نے دوستوں کو دعوت دی کہ وہ اسٹیج پر آئیں اور تبلیغ کے متعلق یا تبلیغی امور کے متعلق اگر کوئی مسائل ہوں تو بتائیں۔ چنانچہ بہت سے دوست آئے اور مختلف تربیتی و تبلیغی امور پر سوال و جواب کا سلسلہ رات ۱۲ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد مکرم چوہدری سعید الدین صاحب ریجنل امیر نے مختصر اختتامی خطاب سے نوازا۔

اس کے بعد مکرم لئیق احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے اختتامی دعا کروائی اور ساڑھے ۱۲ بجے رات یہ کیمپ اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس تربیتی کیمپ میں ریجن بھر کی ۲۳ جماعتوں سے ۶۰ داعیانِ الی اللہ نے شرکت کی۔

(عظمت علی چوہدری، نمائندہ خصوصی اخبار احمدیہ KÖLN ریجن)

بقیہ :۔ مشرقی حصہ جرمنی میں تبلیغی سرگرمیاں

عبداللہ واگس ہاوزر، برادر ہدایت اللہ ہبش، راشد گدڈ نیشنل سیکرٹری تبلیغ عبدالشکور اسلم خان و دیگر احمدی احباب شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ ہم طلباء و طالبات اپنے اساتذہ کے ہمراہ تشریف لائے جو سب جرمن تھے۔ ان کے علاوہ ۱۱ عرب نوجوان طلباء بھی شریک ہوئے۔ امیر جماعت جرمنی عبداللہ واگس ہاوزر صاحب نے ISLAM HEISST FRIEDEM پر مختصر تقریر کی۔ اس کے بعد سوال و جواب کی مجلس میں مکرم ہدایت اللہ ہبش نے احباب کے سوالوں کے نہایت احسن رنگ میں جوابات دیئے جس سے تمام احباب بہت متاثر ہوئے۔ درمیان میں کھانے کا وقفہ ہوا۔ مہمانوں کی پاکستانی کھانے اور مشروبات سے تواضع کی گئی۔ کھانے کے بعد دوبارہ سوال و جواب کی مجلس شروع ہوئی جو رات گیارہ بجے تک جاری رہی اور احباب نے نہایت دلچسپی سے اسلام اور احمدیت کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ جاتے وقت بھی لوگ ۱۵ قرآن کریم، ایک فلاسفی آف اسلام اور ۴ اسلامی نماز کی کتب کے علاوہ مختلف نوعیت کا فری لٹریچر اور منتخب آیات، احادیث اور اقتباسات حضرت مسیح موعودؑ کا سیٹ اپنے ساتھ لے کر گئے۔

(طارق لطیف بھٹی۔ اسسٹنٹ سیکرٹری تبلیغ برائے مشرقی حصّہ جرمنی)

مشرقی جرمنی میں تبلیغ اسلام

کولون ریجن میں واقع ۳ جماعتوں اولپے OLPE۔ پل ہائم PULHEIM اور برگش گلڈباخ BERGISCHGLADBACH پر مشتمل گروپ کو مشرقی جرمنی کے شہر آئس لیبن EISLEBEN میں تبلیغ کا فرض سونپا گیا۔ ان جماعتوں نے باہمی فیصلہ کے ذریعے ہر ماہ باری باری تبلیغی سٹال لگانے کا فیصلہ کیا تاہم پہلی بار جماعت اولپے اور جماعت پل ہائم نے اکٹھے سٹال لگانے کا فیصلہ کیا۔

پروگرام کے مطابق پل ہائم کے صدر شیخ رحیل صاحب اور قائد مجلس نبی اللہ صاحب، جماعت اولپے کے صدر (خاکسار محمد انیس) سیکرٹری مال مظفر احمد داؤد صاحب اور قائد مجلس شوکت علی صاحب پر مشتمل یہ قافلہ ۳۰ نومبر کو پہلے تبلیغی سفر پر روانہ ہوا۔ رات کو قیام جماعت کو ٹنگن کے زیر انتظام ہوا اور صبح کو قافلہ مشرقی جرمنی روانہ ہوا۔ خراب موسم اور برفباری کے باوجود سفر جاری رہا اور مشرقی اور مغربی جرمنی کی سابقہ سرحد کو بہ آواز بلند ذکر الٰہی سے عبور کیا۔ صبح نو بجے اہل قافلہ بخیریت آئس لیبن پہنچے۔ MARKTPLATZ میں مناسب جگہ پر سٹال لگا کر اس شہر میں پہلی بار اسلام کا پیغام امن و محبت پہنچانا شروع کیا۔

مختلف خواتین و حضرات سے اسلام کے موضوع پر گفت گو ہوئی۔ اکثر احباب اسلام کی تعلیمات سے لاعلم تھے اور بعض کے ذہنوں میں اسلام کی غلط تصویر بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک خاتون نے دوران گفتگو کہا کہ اسلام میں خواتین کے کوئی حقوق نہیں ہیں۔ ان کو بتایا گیا کہ یہ تصویر ہرگز ہرگز درست نہیں بلکہ یہ غیروں اور دشمنوں کا پروپیگنڈہ ہے۔ ان صاحبہ کو تفصیلاً اسلام میں عورت کے مقام پر معلومات کی غرض سے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی کتاب "اسلام میں عورت کا مقام" پیش کی گئی۔

ایک خاتون کے ساتھ اسلامی تہواروں اور ان کو منانے کے طریقے پر تفصیلی گفتگو ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے ایک بزرگ نبی ہونے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہونے پر تبادلہ خیالات ہوا۔ ان صاحبہ نے ۱۰ کتب مطالعہ کی غرض سے لیں۔

چند احباب کے اس استفسار پر کہ ہم لوگ یہاں کیوں آئے ہیں ان کو بتایا گیا کہ اسلام کا پیغام کیا ہے اور حقیقی اسلام کی اصل تصویر کیا ہے۔ بعض متعصب مستشرقین نے دنیا کے سامنے جو اسلام کا نقشہ پیش کیا ہے اس کا اسلام کی حقیقی تعلیم سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ان کو بتایا گیا کہ مسلمان ہونا یا نہ ہونا فرد کا اپنا معاملہ ہے، ہمارا فرض تو اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں لوگوں کے دلوں میں گھر کر چکی ہیں ان کو دور کرنا ہے۔

ایک بچّے نے بھی سٹال میں دلچسپی لی اور دو کتب جن پر تصاویر تھیں ان کو پسند کیا۔ ایک طالب علم نے قرآن پاک کا جرمن ترجمہ طلب کیا جو بعد ازاں ان کو بذریعہ ڈاک بھجوا دیا گیا۔

اس تبلیغی سٹال پر ۳۵ خواتین و احباب تشریف لائے اور ۲۵ نے سوالات پوچھے اور جماعت کا تفصیلی تعارف حاصل کیا۔ اس طرح آئس لیبن میں پہلا تبلیغی سٹال سمیٹ کر اہل قافلہ دعاؤں کے ساتھ واپسی کے سفر پر روانہ ہوئے۔

(محمد انیس، صدر جماعت اولپے)

مکرم طاہر محمود سیکرٹری تعلیم

کرسمس تعطیلات کے دوران جرمنی میں تربیتی کلاسز کا انعقاد

جماعت احمدیہ جرمنی کی دسویں سالانہ تربیتی کلاسز مؤرخہ ۲۲ تا ۲۸ دسمبر تک فرینکفرٹ، ہمبرگ اور میونخ میں منعقد ہوئیں۔ میونخ کی کلاس سٹٹ گارڈ اور میونخ ریجن کی مشترکہ کلاس تھی۔ اس سال کی تربیتی کلاس کے بارہ میں تعلیم و تربیت کمیٹی نے مکرم مسعود احمد جہلمی مشنری انچارج کی صدارت میں ہونے والے ایک خصوصی اجلاس میں مندرجہ ذیل فیصلے کئے تھے۔

کلاس میں شرکت کے لئے کم از کم عمر ۱۵ سال ضروری قرار دی گئی۔ کلاس میں شرکت کے لئے نماز باترجمہ کا جاننا ضروری قرار دیا گیا۔ تمام ریجنز کے لئے ایک ہی نصاب مرتب کیا گیا جس میں قرآن کریم، حدیث، فقہ، کلام، موازنہ مذہب، تجوید حفظ قرآن جیسے اہم موضوعات شامل تھے۔ علاوہ ازیں طلباء و طالبات نے "ہماری تعلیم" کا مطالعہ کیا۔ حاضرین کو تقاریر کی مشق بھی کروائی گئی اور دوران کلاس تبلیغ سے متعلق ہدایات دی گئیں۔ روزانہ مجلس سوال و جواب کا انعقاد بھی کیا گیا۔

تمام ریجنز میں کلاس کے انعقاد کے لئے انتظامیہ کمیٹیاں مقرر کر کے تمام شعبہ جات پر ناظمین کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ جنہوں نے اپنے نائبین اور معاونین کے ساتھ انتہائی محنت اور لگن سے انتظامی معاملات کو بااحسن انجام دیا۔ اسی طرح طالبات کے انتظامی امور لجنہ اماء اللہ کی نگرانی میں پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ روزانہ کلاس کا آغاز نماز تہجد سے ہوتا تھا اور سونے سے قبل ہر طالبعلم کے لئے قرآن کریم کا کچھ حصہ زبانی یاد کرنا ضروری تھا۔

فرینکفرٹ :- کلاس کا افتتاح مکرم مبشر احمد باجوہ ریجنل امیر نے کیا۔ جبکہ اختتامی تقریب میں مکرم مسعود احمد جہلمی مشنری انچارج نے انعامات تقسیم فرمائے اور اہم خطاب سے نوازا۔ اختتامی دعا کے بعد اجتماعی وقارِ عمل ہوا۔ دوران کلاس علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ تدریس کی زیادہ تر ذمہ داری مکرم مشنری انچارج صاحب اور مکرم حافظ محمد سلیمان صاحب سابق مبلغ سلسلہ نے بااحسن انجام دی۔ کلاس میں ۵۶ طلبہ اور ۳۸ طالبات نے شرکت کی۔ طلباء میں مکرم عبدالرفیق صاحب اول رہے۔ جبکہ طالبات میں مکرمہ لبشریٰ احمد نے اوّل انعام حاصل کیا۔ مکرم صفی اللہ خان اور محترمہ امتہ المتین صاحبہ اسی طرح مکرم میاں محمود احمد صاحب اور مکرمہ امتہ الجمیل صاحبہ بالترتیب دوم اور سوئم رہے۔ علمی مقابلہ جات میں بھی حسن قرأت، نظم اور تقریر میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء و طالبات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

میونخ :- میونخ اور سٹٹ گارڈ کی مشترکہ کلاس میں ۱۵۵ احباب نے شرکت کی۔ مکرم عبدالغفار صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ STUTTGART سے میونخ تشریف لے جاکر اور ہمہ وقت حاضر رہ کر کلاس کی تدریس اور انتظامی معاملات کی نگرانی فرمائی۔ افتتاحی اور اختتامی خطاب فرمایا۔ طلبہ میں انعامات بھی آپ ہی نے تقسیم فرمائے۔

ھمبرگ :- ہمبرگ ریجن کی کلاس میں ۶۰ طالبات اور ۵۷ طلبہ نے شرکت کی۔ جو گذشتہ سال سے ۳۰ ٪ زیادہ تھی۔ کلاس سے قبل وقار عمل کر کے مشن ہاؤس میں ضروری مرمت کی گئی۔ مشن ہاؤس کے KELLER کو قابل استعمال بنایا گیا۔ جس میں مکرم سعید النصر صاحب اور اُن کے رفقاء نے مسلسل کئی دن تک محنت کی۔

کلاس کا افتتاح مکرم محمد جلال شمس مبلغ سلسلہ نے کیا جس میں آپ نے تربیتی کلاسز کی اہمیت بیان فرمائی۔ دوران کلاس قرآن اور حدیث کے اہم مضامین محترم جلال شمس صاحب نے ہی پڑھائے۔ جبکہ دیگر مضامین اور تدریسی کام میں مکرم چوہدری ظہور صاحب ریجنل امیر۔ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب سابق مبلغ سلسلہ و دیگر احباب نے خصوصی تعاون فرمایا۔

کلاس کے طلبہ و طالبات کو مختلف احزاب میں تقسیم کر دیا گیا تھا چنانچہ روزانہ ہر حزب باری باری تیاری نماز، اذان، صفائی، ضیافت اور نظم و نسق کے فرائض سرانجام دیتا تھا۔ چنانچہ یہ تجربہ نہایت کامیاب رہا اور بغیر کسی شکایت کے تمام انتظامی مراحل بخوبی طے پاتے رہے۔ محترم مجید احمد صاحب خادم مسجد نے غیر معمولی توجہ کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی اور وہ طلبہ و دیگر حاضرین اور مہمانوں کے لئے آسائش باہم پہنچاتے رہے۔

تربیتی کلاس کے دوران دوسرا سر ظفر اللہ خان ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ بھی منعقد ہوا۔ علاوہ ازیں طلبہ کو روزانہ سیر کے لئے اور ورزشی مقابلہ جات کے لئے لے جایا جاتا رہا۔

۲۸ دسمبر بروز جمعہ المبارک صبح ۱۱ بجے طلبہ و طالبات کا تحریری امتحان لیا گیا۔ نماز جمعہ و عصر کے بعد کلاس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ محترم ظہور احمد صاحب ریجنل امیر کی خواہش پر مکرم لطیف احمد شاکر صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ انگلستان نے صدارت کے فرائض انجام دیئے اور انعام حاصل کرنے والے طلبہ میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اختتامی اجلاس سے مکرم محمد جلال شمس مبلغ سلسلہ اور مکرم ریجنل امیر نے بھی خطاب فرمایا۔ اور کلاس میں انتظامی امور سرانجام دینے والوں کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ کلاس میں شامل درج ذیل طلبہ و طالبات نے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

ماہ فروری سنہ ۱۹۹۱ء میں نمازوں کے اوقات

تاریخ DATUM	فجر FAJR	ظہر SOHAR	عصر ASSR	مغرب MAGHRIB	عشاء ISCHA
۰۱ FEB	۶:۳۳			۱۷:۲۱	۱۸:۴۱
۰۲ 〃	۶:۳۲			۱۷:۲۲	۱۸:۴۲
۰۳ 〃	۶:۳۵			۱۷:۲۴	۱۸:۴۴
۰۴ 〃	۶:۲۹			۱۷:۲۶	۱۸:۴۶
۰۵ 〃	۶:۲۷			۱۷:۲۷	۱۸:۴۷
۰۶ 〃	۶:۲۶			۱۷:۲۹	۱۸:۴۹
۰۷ 〃	۶:۲۴			۱۷:۳۱	۱۸:۵۱
۰۸ 〃	۶:۲۳			۱۷:۳۳	۱۸:۵۳
۰۹ 〃	۶:۲۱			۱۷:۳۴	۱۸:۵۴
۱۰ 〃	۶:۱۹			۱۷:۳۶	۱۸:۵۶
۱۱ 〃	۶:۱۸			۱۷:۳۸	۱۸:۵۸
۱۲ 〃	۶:۱۶	۱۲:۲۵	۱۵:۲۰	۱۷:۴۰	۱۹:۰۰
۱۳ 〃	۶:۱۴			۱۷:۴۱	۱۹:۰۱
۱۴ 〃	۶:۱۲			۱۷:۴۳	۱۹:۰۳
۱۵ 〃	۶:۱۱			۱۷:۴۵	۱۹:۰۵
۱۶ 〃	۶:۰۹			۱۷:۴۶	۱۹:۰۶
۱۷ 〃	۶:۰۷			۱۷:۴۸	۱۹:۰۸
۱۸ 〃	۶:۰۵			۱۷:۵۰	۱۹:۱۰
۱۹ 〃	۶:۰۳			۱۷:۵۲	۱۹:۱۲
۲۰ 〃	۶:۰۱			۱۷:۵۳	۱۹:۱۳
۲۱ 〃	۵:۵۹			۱۷:۵۵	۱۹:۱۵
۲۲ 〃	۵:۵۷			۱۷:۵۷	۱۹:۱۷
۲۳ 〃	۵:۵۵			۱۷:۵۸	۱۹:۱۸
۲۴ 〃	۵:۵۳			۱۸:۰۰	۱۹:۲۰
۲۵ 〃	۵:۵۱			۱۸:۰۲	۱۹:۲۲
۲۶ 〃	۵:۴۹			۱۸:۰۳	۱۹:۲۳
۲۷ 〃	۵:۴۷			۱۸:۰۵	۱۹:۲۵
۲۸ 〃	۵:۴۵			۱۸:۰۷	۱۹:۲۷

جرمنی کے مختلف شہروں میں وقت کا فرق

شہروں کے نام	طلوع آفتاب SONNEN AUFGANG	غروب آفتاب SONNEN UNTERGANG
BERLIN	۱۲	۲۶
HAMBURG	۴	۱۴
AACHEN	۱۳	۸
KÖLN	۹	۴
MÜNCHEN	۱۶	۷
STUTTGART	۵	۱
BREMEN	۸	۹
HANNOVER	۳	۱۱
MANNHEIM	۱	۲
DORTMUND	۹	۱

تیار کردہ :۔ شعبہ تعلیم جماعت احمدیہ جرمنی

VORBEREITET BEI: SCHOBA TALEEM

بقیہ :۔ تربیتی کلاسز

امتحان میں پوزیشن حاصل کی ۔

معیار اول

اول :۔ مکرم طارق فضل — مکرمہ امتہ النصیر بشریٰ

دوم :۔ مکرم طاہر احمد — مکرمہ اصفہ سلیم

سوم :۔ مکرم رانا عرفان احمد — مکرمہ ناہید فردوس

معیار دوم

اول :۔ مکرم عمران احمد — مکرمہ عائشہ صدیقہ

دوم :۔ مکرم نجم محمود — مکرمہ طیبہ بشریٰ / مکرمہ صدف ناز

سوم :۔ مکرم مبارک احمد — مکرمہ صنوبر بشریٰ

بہترین طالب علم — مکرم بشارت احمد

مثالی طالبہ — مکرمہ صائقہ نواز

(نعیم الدین احمد ۔ نمائندہ خصوصی اخبار احمدیہ)

مُرسلہ :- اعجاز اختر

جرمنی میں اشیاءِ خورد و نوش میں احتیاطیں

(حلال و حرام کی تمیز)

جرمنی میں کھانے پینے کی تیار شدہ یا بند ڈبوں میں پیک شدہ بہت سی اشیاء ایسی ہیں جن کو خریدتے یا استعمال کرتے وقت بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ بعض اشیاء بظاہر قابل اعتراض نہیں ہوتیں لیکن بعض اوقات ان اشیاء میں کسی ایسی چیز کی معمولی سی ملاوٹ ہوتی ہے جس کا استعمال مسلمانوں کے لئے ممنوع ہے۔ یورپ بالخصوص جرمنی میں ہمیں یہ سہولت ہے کہ خورد و نوش کی اکثر اشیاء میں استعمال ہونے والے اجزاء کی تفصیل پیکنگ کے اوپر درج ہوتی ہے لیکن بعض اوقات ہمارے بعض احمدی افراد جرمن زبان نہ جاننے یا کم جاننے، جرمن اصطلاحات سے لاعلمی اور یہاں فروخت ہونے والی اشیاء خورد و نوش سے ناواقفیت کی وجہ سے بعض اوقات مشکل میں پھنس جاتے ہیں لہٰذا احباب جماعت کی سہولت کے لئے خورد و نوش کے سلسلہ میں بعض اہم جرمن اصطلاحات یا اشیاء کے نام جو ممنوعات میں شامل ہیں ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

سؤر کی چربی اور ہڈیوں وغیرہ کی تفصیل

TIERISCHE FETTE بیکری کی اشیاء بریڈ، ٹوسٹ بریڈ، کیک اور PIZZA وغیرہ میں اس کا استعمال عموماً ہوتا ہے۔ TIER جانور کو کہتے ہیں لہٰذا یہ جانور کی چربی ہے جو عام طور پر سؤر کی چربی ہوتی ہے اس سے مراد سؤر کے علاوہ جانوروں کی چربی بھی ہو سکتی ہے لیکن بالخصوص سستی اشیاء میں سؤر کی چربی ہی ممکن ہے کیونکہ سؤر کی چربی نسبتاً سستی ہوتی ہے۔ تحقیق کرنے پر اگر ثابت ہو جائے کہ فلاں چیز میں TIERISCH FETT سے مراد سؤر کی نہیں بلکہ بکرے یا گائے وغیرہ کی چربی ہے تب تو یہ چیز استعمال ہو گی وگرنہ احتیاط بہتر ہے۔

اس سلسلہ میں یہ امر جاننا ضروری ہے کہ بعض لوگ طبّی اعتبار سے جانور کی چربی استعمال نہیں کر سکتے ان کے لئے پودوں کا تیل دستیاب ہوتا ہے۔ چونکہ جرمنی میں سؤر کو حرام نہیں سمجھا جاتا اس لئے یہ قوم اس امر کی ضرورت محسوس نہیں کرتی کہ جانور کی چربی کے ذکر میں جانور کا نام بھی لکھا جائے خدا کرے کہ مسلمانوں کی خاطر بہت جلد اس قوم میں قانونی شکل میں حلال و حرام کی تمیز کرنا ضروری ہو جائے۔

FETT دودھ، دہی اور ملائی وغیرہ قسم کی اشیاء کے علاوہ کسی چیز پر اگر صرف FETT لکھا ہو تو چونکہ زیادہ تر استعمال سؤر کی چربی کا ہے لہٰذا اس کے استعمال میں بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔

SPECK "SPECK" سؤر کی چربی کو کہتے ہیں گوشت سے بننے والی اشیاء میں بعض اوقات سؤر کی چربی استعمال کی جاتی ہے اس صورت میں پیکنگ پر SPECK لکھا ہو گا۔

SCHMALZ یہ سؤر کی چربی ہے جو عام طور پر "DEEP-FROZEN-PIZZA" میں استعمال ہوتی ہے۔

MARGARINE کھانا تیار کرنے کے لئے MARGARINE کے نام سے جو گھی بازار میں ملتا ہے اس میں بھی نسبتاً مارگرین میں سؤر کی چربی استعمال ہوتی ہے۔

GELANTINE GELANTINE ایک ایسا PRODUCT ہے جو اشیاء کو محفوظ کرنے اور انہیں گاڑھا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ پروڈکٹ سؤر کی ہڈیوں وغیرہ سے تیار ہوتا ہے۔ اس کا استعمال عام طور پر فروٹ کیک، کریم کیک، دہی کی بعض اقسام۔ کوارک، پنیر، PUDDING، بچوں کے چوسنے کی SWEETS اور چیونگم وغیرہ میں ہوتا ہے مندرجہ ذیل سویٹس میں لازمی طور پر GELANTINE ہوتا ہے۔

GUMMIBÄRCHEN, MAOM, NEGERKÜSSEN

شراب کے بارے میں تفصیل

جرمنی میں خورد و نوش کی بعض اشیاء میں شراب استعمال ہوتی ہے۔ معمولی شراب کی ملاوٹ تو کئی اشیاء میں پائی جاتی ہے۔ لہٰذا ان اشیاء کے استعمال میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ مختلف قسم کیک، SWEETS، چاکلیٹ اور آئس کریم وغیرہ کے استعمال سے قبل تسلّی کر لینی چاہیئے کہ ان میں شراب کی ملونی تو نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل اشیاء میں تو لازماً شراب ملی ہوتی ہے SCHWARZWÄLDER-KIRSCHTORTE (کیک) HERRENKUCHEN (کیک) اور MON-CHERI (سویٹ)

شراب کے بارے میں کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ زیادہ استعمال ہونے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

جلسہ پیشگوئی مصلح موعود

تمام جماعت ہائے جرمنی میں ۲۳ فروری کو جلسہ پیشگوئی مصلح موعود کا اہتمام کیا جائے۔ جس میں پیشگوئی مصلح الموعود کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کی جائیں۔ تمام ریجنل امراء صاحبان اس امر کی نگرانی فرمائیں کہ جو جماعتیں از خود جلسہ کا اہتمام نہ کر سکتی ہوں وہ قریبی جماعتوں کے ساتھ مل کر جلسہ کا انعقاد کریں۔ جہاں پردہ کی سہولت ہو وہاں خواتین کو بھی جلسہ سننے کے لئے مدعو کیا جائے۔

جلسہ کی رپورٹ محترم امیر صاحب اور مشنری انچارج صاحب کی خدمت میں ارسال کی جائے۔

(عبدالرشید بھٹی۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ جرمنی)

ہمبرگ مشن میں کلاسز

خاکسار نے ہمبرگ مشن میں مکرم زعیم اعلیٰ انصاراللہ ہمبرگ کے تعاون سے ہفتہ اور اتوار کے روز احمدی بچوں اور بچیوں کے لئے تعلیم القرآن اور اردو کلاسز کا اجراء کیا ہے۔ تین انصار بھائی بڑی باقاعدگی سے کلاسز لے رہے ہیں۔ طلباء طالبات کی تعداد ۳۰ ہے۔

ہمبرگ شہر اور گرد و نواح کے جو احمدی بچے ابھی تک اس کلاس سے استفادہ حاصل نہیں کر رہے اُن کے والدین سے میری درخواست ہے کہ اپنے بچوں کو اس نادر موقعہ سے محروم نہ رکھیں اور وہ تعلیم القرآن اور اُردو زبان کو سکھانے کی اس حقیر کوشش میں ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔

(ظہور احمد۔ ریجنل امیر ہمبرگ)

تبلیغی مساعی

STUTTGART ریجن کی جماعت ELLWANGEN کے چار خدام نے مشرقی حصہ کے شہر REILHENBACH کے ٹرین اسٹیشن پر ۳ گھنٹے تک تبلیغی سٹال لگایا۔ اتوار ہونے کے باوجود کثیر احباب نے سٹال میں دلچسپی لی لوگوں کو اسلام سے متعارف کروایا گیا۔ مفت لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ لوگوں نے قرآن کریم و دیگر کتب خریدیں۔

بقیہ :۔ حلال و حرام کی تمیز

والے بعض نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :۔

ALCOHOL ,WEIN , LIKÖR , RUM , KIRCHWASSER, — ZWETSCHGEN WASSER, APRICOTBRANDY, HIMB — EERGEINT , WISKY , COGNAC , SHERRY .

آخر میں یہ بات بھی قابل ذکر اور ضروری ہے کہ خورد و نوش کی اشیاء

حضور ایدہ اللہ کے نام لکھے جانے والے خطوط سے متعلق گزارش

جو خواتین و احباب حضور کی خدمت میں خطوط تحریر فرماتے ہیں وہ اپنا نام اور مکمل پتہ خط کے اوپر ضرور تحریر فرمایا کریں۔ ذیل میں ایسے خواتین و احباب کی فہرست شائع کی جا رہی ہے جن کے خطوط کے جوابات ایڈریس تحریر نہ ہونے کے سبب اُن کو ارسال نہیں کئے جا سکے۔ از راہ مہربانی خاکسار سے رابطہ کر کے اپنا خط حاصل کر لیں۔

مکرم رانا مظہر احمد خاں صاحب، مکرم حافظ گل محمد صاحب، مکرم شاہد احمد صاحب، مکرمہ رضوانہ نذیر صاحبہ، مکرمہ شاہین سعید صاحبہ، مکرمہ امتہ المتین شاہدہ صاحبہ، مکرمہ نسیم اختر صاحبہ اہلیہ مظفر احمد چٹھہ صاحب، مکرمہ فوزیہ مظفر صاحبہ، مکرمہ نگہت احمد صاحبہ، مکرم اجمل فاروق صاحب، مکرمہ فریدہ محمود صاحبہ، مکرم جہانگیر احمد صاحب ابن چوہدری مظفر حسین صاحب، مکرم آصف محمود صاحب، مکرم شیخ مظفر احمد صاحب، مکرم زبیر احمد ناصر صاحب، مکرمہ فضیلت جہاں صاحبہ، مکرم شمس الحق بٹ صاحب، مکرم مہردین و غلام علی ہاشمی صاحب، مکرم ملک محمود احمد صاحب، مکرمہ عارفہ اعجاز صاحبہ، مکرم اعجاز احمد صاحب، مکرم منصور احمد صاحب، مکرمہ شفقت حسنی صاحبہ، مکرم محمد ظفر کرّار صاحب، سید حسین احمد مصطفیٰ، مکرم شیخ مظفر احمد صاحب، مکرمہ مریم صدیقہ شیخ صاحبہ، مکرم عبدالمجید صاحب، MRS. MARYAM CHANDHRG، مکرم عبداللہ ول خان چوہدری صاحب، مکرم ممتاز احمد صاحب، مکرم طاہر احمد صاحب، مکرمہ امتہ المومن صاحبہ، مکرم سید لطیف الرحمٰن شاہ صاحب، مکرم قمر احمد صاحب، مکرم مشتاق احمد اعوان صاحب، مکرم عبدالواحد منیر صاحب، مکرم قربان علی صاحب، مکرم شہزاد احمد صاحب، مکرم محمد اکرم سندھو صاحب، مکرم خالد محمود باجوہ صاحب، مکرم ظفر محمود صاحب، مکرم کرامت اللہ ساہی صاحب، مکرمہ قیصرہ مظہر صاحبہ، مکرم غلام سرور صاحب، مکرم عتیق احمد صاحب، مکرمہ طاہرہ رشید صاحبہ، مکرم مبشر احمد گوندل صاحب۔

(عبدالرشید بھٹی۔ جنرل سیکرٹری جماعت جرمنی)

کو محفوظ رکھنے والے مادے "KONSERVIERUNG-STOFEE" کا استعمال حرام تو نہیں ہے لیکن یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ یہ صحت کے لئے بے حد مضر ہے۔ لہٰذا جن اشیاء کے اوپر یہ الفاظ لکھے ہوں حتی الوسع ان کے استعمال سے پرہیز بہتر ہے۔

(اگر اس بارے میں کوئی دوست مزید اظہار کرنا چاہیں تو اخبار احمدیہ کے صفحات حاضر ہیں)

"تحریک وقفِ نو" کی مقررہ مدت

۳؍اپریل ۱۹۹۱ء کو ختم ہو رہی ہے

۳؍اپریل ۱۹۹۱ء کو تحریک وقفِ نو کی مقررہ مدت ختم ہو رہی ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ ہی تحریک وقفِ نو میں شمولیت ختم ہو جائے گی۔

۳؍اپریل ۱۹۹۱ء کے بعد بچوں کا وقف حسب سابق وقف اولاد کے تحت جاری رہے گا۔

۳؍اپریل ۹۱ء کے بعد صرف وہ بچے تحریک وقفِ نو میں شامل ہو سکیں گے۔

(i) جن کے والدین نے اپنی متوقع اولاد کو وقف کرنے کی درخواست باقاعدہ تحریری طور پر ۳؍اپریل ۱۹۹۱ء سے قبل بھجوا دی ہو گی ان کے بچے جب بھی پیدا ہوں گے اس تحریک میں شامل ہو سکیں گے۔

(ii) یا جن کے والدین نے ۳؍اپریل ۱۹۹۱ء سے قبل باقاعدہ تحریری طور پر وعدہ کیا ہو کہ آئندہ بچہ/بچی کو وقف کریں گے۔ ایسے احباب کو جب بھی خدا تعالیٰ اولاد عطا فرمائے گا وہ وقفِ نو میں شامل ہو سکیں گے۔

ایسے احباب جن کے اس ۴ سال کے عرصہ میں بچے پیدا ہوئے ہیں مگر انہوں نے وقفِ نو کے لئے درخواست نہیں بھجوائی اگر وہ ۳؍اپریل ۹۱ء کے بعد ایسے بچوں کو وقف کرنا چاہیں گے تو وہ وقفِ نو میں شامل نہیں کئے جائیں گے۔

۳؍اپریل ۸۷ء سے قبل پیدا ہونے والے بچوں کی درخواستیں وقف اولاد کے تحت براہ راست وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوائی جائیں کیونکہ وقفِ نو میں وہ بچے شامل کئے جا رہے ہیں جو ۳؍اپریل ۸۷ء کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔

جو احباب وقفِ نو میں شمولیت کے لئے حضور انور کی خدمت میں خط تحریر کریں وہ بچے کا نام، بچے کی والدہ/والد اور دادا کا نام اور پورا پتہ تحریر کریں۔

جن احباب کو وقفِ نو کے فارم بھجوائے گئے ہیں وہ جلد از جلد ان فارموں کو پُر کر کے واپس بھجوائیں کیونکہ ان کی وجہ سے ریکارڈ کی تیاری کا کام مکمل نہیں ہو رہا۔

جو احباب اپنے وقف شدہ بچوں کی تصاویر حضور انور کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں وہ تصویر کی پُشت پر بچے کا نام اور والد کا نام اور پتہ اور حوالہ وقفِ نو معلوم ہو تو ضرور درج کر دیا کریں تاکہ شعبۂ وقفِ نو کو معلوم ہو سکے کہ کس بچے کی تصویر ہے۔

مبارک احمد ساقی - ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

وقفِ نو سے متعلق گزارش

والدین اپنی درخواست اور فارم تحریک وقفِ نو دونوں چیزیں اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لندن بھجوائیں۔

فارم تحریک وقفِ نو کی ایک فوٹو کاپی شعبہ وقفِ نو جرمنی کو بھی بھجوائیں۔

لندن سے منظوری اور حوالہ وقف نو نمبر کی اطلاع ملنے پر اُس چٹھی کی فوٹو کاپی مع مکمل کوائف یعنی والد۔ دادا۔ والدہ اور بچہ کا نام و تاریخ پیدائش اور مکمل پتہ شعبہ ہذا جرمنی کو بھجوائیں۔

جن والدین کرام کے پتہ جات تبدیل ہو چکے ہوں وہ حالیہ پتہ کی اطلاع ہر دو دفاتر (لندن اور جرمنی) کو جلد بھجوائیں کیونکہ تمام کوائف کمپیوٹرائز کئے جا رہے ہیں۔

بہت سے بچے جو قبل از پیدائش وقف کئے گئے تھے مگر پیدائش کے بعد ان کے نام اور تاریخ پیدائش یا وفات وغیرہ کی اطلاع شعبہ ہذا کو نہیں بھجوائی گئی ان کے والدین کرام سے مطلوبہ کوائف بھجوانے کی درخواست ہے۔

تربیتی کورس، تعلیمی جائزہ فارم، سہ ماہی رپورٹ فارم، فارم تحریک وقفِ نو اپنے ریجنل دفتر یا مرکزی دفتر فرینکفرٹ سے طلب فرمائیں۔ نیز سہ ماہی رپورٹ باقاعدگی سے بھجواتے رہیں۔

(محمد داؤد ۔ شعبہ وقفِ نو جرمنی)

تقریب شادی

خاکسار کی بھتیجی عزیزہ عائشہ صدیقہ بنت مکرم عبدالشکور اسلم خان سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ جرمنی کی تقریب رخصتانہ مورخہ ۲۳؍دسمبر ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوئی۔ عزیزہ کا نکاح مورخہ ۲؍مارچ ۱۹۹۰ء کو مکرم محمد ادریس شاہد ابن مکرم منشی محمد صادق صاحب آف ربوہ کے ہمراہ فرینکفرٹ میں پڑھا گیا تھا۔

تقریب رخصتانہ میں مکرم مسعود احمد جہلمی مشنری انچارج نے اجتماعی دعا کروائی اور دعا سے قبل جرمن زبان میں مختصر خطاب فرمایا۔

عزیزہ مکرم محمد ظہور خان صاحب پٹیالوی صحابی (برادر اصغر حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب صحابی) کی پوتی ہیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں خاندانوں کا ملاپ مبارک اور بابرکت کرے اور زندگی کی دائمی خوشیوں سے حصہ پانے والے ہوں۔

(منظور احمد خان ۔ سابق کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

دعائے مغفرت

۱۔ مکرم محمد غفور صاحب صدر جماعت MESCHDE کے والد ماجد چوہدری محمد شریف صاحب بعمر ۷۰ سال ماہ نومبر میں اپنے گاؤں R/۱۶۹/۷ ضلع بہاولنگر میں وفات پا گئے ہیں۔ اسی طرح مکرم جاوید اقبال جنرل سیکرٹری جماعت MESCHDE کے نانا جان مکرم چوہدری محمد علی گورائیہ بعمر ۸۰ سال بھی اپنے گاؤں ضلع بہاولنگر میں وفات پا گئے۔ دونوں مرحومین سگے بھائی تھے انتہائی مخلص احمدی تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور بہت ہی صابر و شاکر انسان تھے۔ ہر ایک کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آتے تھے۔ ہر دو مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

۲۔ خاکسار کی نانی جان مورخہ ۲۹ نومبر کو راولپنڈی میں وفات پا گئی ہیں۔ مرحومہ حکیم محمد زمان عباسی کی بیٹی اور مکرم احمد زمان عباسی کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ صاحبزادہ مرزا حنیف احمد نے پڑھائی۔ بعد ازاں آپ کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کیا گیا۔ تمام احباب سے بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ناصر احمد LIMBURG)

۳۔ خاکسار کے والد مکرم چوہدری نذیر احمد رشید آف شاہدرہ ٹاؤن لاہور پاکستان سے ماہ اکتوبر میں جرمنی میں تشریف لائے تھے۔ یہاں آتے ہی علیل ہو گئے اور چند روز بیمار رہنے کے بعد مورخہ ۵ نومبر کو وفات پا گئے۔ مرحوم نہایت مخلص احمدی تھے۔ احباب جماعت سے بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(سرفراز احمد BADMARIENBERG)

۴۔ مکرم زبیر احمد ناصر آف GELLENBERG نے اپنے بچے کو پیدائش سے قبل وقف نو میں شامل کروایا تھا۔ جس کی منظوری کے وقت حضور نے بچے کا نام بھی تجویز فرما دیا۔ وہ بچہ ۳۰/۹/۹۰ کو پیدا ہوا۔ مگر پیدائش کے فوراً بعد ہی باقضائے الٰہی وفات پا گیا۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل کے ساتھ ساتھ نعم البدل بھی عطا فرمائے۔

(عتیق احمد)

۵۔ مکرم شیخ عبدالخالق صاحب منیجر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ مورخہ ۶ دسمبر ۹۰ء کو ۵۹ سال کی عمر میں دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے۔ بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ محترم شیخ صاحب کو بطور ناظم اطفال ربوہ ایک لمبے عرصہ تک نہایت کامیاب خدمات انجام دینے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

تبلیغی نشست

مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۰ء کو جماعت احمدیہ کوبلنز نے ۵ بجے شام ہوٹل WEINDORF میں ایک روسی تبلیغی نشست کا اہتمام کیا۔ جس میں ۶۰ روسی، ۱۰ البانوی، ۱۰ جرمن اور تین زیر تبلیغ ترک احباب نے شرکت کی۔ مقررین میں مکرم نیشنل امیر عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب فرینکفورٹ، محترمہ ڈاکٹر قانتہ صاحبہ سویڈن، لندن سے نو احمدی روسی مصنف مکرم راویل صاحب اور ایک لوکل غیر احمدی روسی PALMER شامل تھے۔

کاروائی کا آغاز تلاوت پاک سے ہوا جس کا جرمن اور روسی زبان میں ترجمہ سنایا گیا۔ اس کے بعد امیر صاحب جرمنی نے افتتاحی خطاب فرمایا جو جرمن زبان میں تھا۔ انہوں نے اس مجلس کی غرض، مذہب کی اہمیت اس کے اثرات و افادیت پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد لندن سے خصوصی مندوب اور نو احمدی روسی مصنف مکرم راویل صاحب نے روسی زبان میں نظم اور نثر میں اسلام اور دیگر مذاہب کا موازنہ، احمدیت کے انقلاب انگیز پیغام اور مذہب کا انسانی زندگی پر اثر کے موضوع پر ۴۵ منٹ تقریر کی۔ اس کے بعد سویڈن نژاد احمدی خاتون ڈاکٹر قانتہ HEJDERUP صاحبہ نے جرمن زبان میں خلافت کے موضوع پر بہت اچھی تقریر کی۔ انہوں نے بتایا کہ سیاسی لیڈر جو غلطیاں کرتے ہیں وہ عوام کیلئے بھیانک ہوتی ہیں۔ صرف خلافت کا نظام ہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ ہونے کی وجہ سے تمام بنی نوع انسان کے ہر قسم کے مسائل حل کر سکتا ہے جبکہ سیاسی نظام اس کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد ایک روسی دوست جو احمدی نہیں مگر اس سال لندن جلسہ سالانہ پر جانے والے روسیوں میں شامل تھے انہوں نے اپنے سفر اور جلسہ سالانہ کے واقعات بیان کئے۔ اس کے بعد دلچسپ سوال و جواب کی محفل شروع ہوئی جس کے جوابات روسی میں مکرم راویل صاحب اور جرمن میں مکرم امیر صاحب نے دیے۔ تقریباً ۲ ۱/۲ گھنٹے انتہائی پرسکون اور خوشگوار ماحول میں یہ نشست کامیاب طریق پر جاری رہی۔

اس تقریب میں مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی مشنری انچارج، مکرم محمد شریف صاحب خالد نائب امیر دوم اور مکرم لئیق احمد صاحب منیر مبلغ KÖLN نے بھی شرکت کی۔

(محمد احسن۔ صدر جماعت KOBLENZ)

صدر مجلس کی گزارشات

۱ــــ ایسے تمام صدر صاحبان کی خدمت میں از راہ تعاون گزارش ہے کہ اگر ان کی جماعت میں مجلس انصار اللہ کا قیام ابھی تک نہیں ہوا تو وہ اپنی جماعت میں مجلس انصار اللہ کا قیام فرما کر زعیم مقرر کرکے (معہ نام و مکمل پتہ و فون نمبر) بغرض منظوری ارسال فرمائیں۔

۲ــــ جن مجالس کے ذمہ گزشتہ سال کا بقایا ہے وہ جلد از جلد ادائیگی فرمائیں۔

۳ــــ جن مجالس نے ابھی تک ۱۹۹۱ء کا بجٹ نہیں بھجوایا وہ جلد از جلد بجٹ بھجوائیں۔

۴ــــ تمام زعماء کرام اور ان کی مجالس عاملہ۔ ناظمین علاقہ اور ان کی عاملہ زعماء اعلیٰ اور اُن کی عاملہ کے مکمل پتہ جات اور فون نمبر کمپیوٹرائز کرنے کے لئے درکار ہیں جلد بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

۵ــــ چندہ جات کی وصول شدہ رقوم اپنی جماعت کے سیکرٹری صاحب مال کے پاس جمع کروا کر جلد از جلد سٹیٹمنٹس بھجوائیں۔

۶ــــ زعماء کرام اپنی مجالس کی ماہانہ کارگزاری رپورٹ پُر کرتے وقت ہر سوال کے جواب میں اعداد و شمار لکھا کریں اور رپورٹ ہر ماہ کی دس تاریخ تک ضرور ارسال کر دیا کریں۔

۷ــــ تمام علاقائی مجالس اور مجلس مقامی یکروزہ اجتماع منعقد کرکے رپورٹ ارسال فرمائیں۔

۸ــــ امسال انشاء اللہ تعالیٰ ۳۰، ۳۱ اگست کو سالانہ اجتماع منعقد ہوگا مقام اجتماع کا تعین حالات کی بناء پر طے کرکے اعلان کر دیا جائے گا۔

۹ــــ جو انصار بھائی ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ کے خریدار بننا چاہتے ہیں مبلغ ۲۰ مارک جو کہ اس کا سالانہ چندہ ہے اور اپنا ایڈریس صاف ستھرا (جو پڑھا جائے) لکھ کر صدر دفتر مجلس انصار اللہ بھجوا کر مشکور فرمائیں۔

۱۰ــــ مجلس انصار اللہ کا نیا سال شروع ہو چکا ہے بہت سے نئے انصار مجالس میں شامل ہوئے ہوں گے۔ اس لئے جو نئے دوست مجلس میں شامل ہوئے ہیں ان کی تجنید صدر دفتر انصار اللہ بھجوا کر مشکور فرمائیں۔

۱۱ــــ (ا) مجلس انصار اللہ کی عمومی نگرانی اور تعاون کے ساتھ انصار، خدام، اطفال اور ناصرات کو حسب ذیل نصاب زبانی یاد کروانے کی درخواست کی گئی تھی۔

۱ــــ سورۃ فاتحہ معہ ترجمہ

۲ــــ قرآن مجید کے آخری سپارہ کی آخری سات سورتیں

۳ــــ خطبہ جمعہ عربی متن معہ ترجمہ

۴ــــ نماز جنازہ معہ ترجمہ

(ب) ایسے اساتذہ تیار کرنے کا کام حضور نے انصار اللہ کے سپرد فرمایا ہے جو قرآن کریم کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھا سکیں۔

ان دو امور سے متعلق مجالس نے جو بھی کارروائی کی ہے اُس کی رپورٹ سے قیادت تعلیم کو آگاہ کریں۔

(عبدالغفور بھٹی۔ صدر مجلس انصار اللہ۔ جرمنی)

ضروری ہدایات برائے اعلان نکاح

۱ــــ نکاح فارم پر کوئی صدر جماعت تصدیق نہ کریں۔ تاہم صدر کی تصدیق علیحدہ کاغذ پر ضروری ہے کہ لڑکا/لڑکی پیدائشی احمدی ہیں اور یہ ان کا نکاح اول/ثانی ہے اور آپ کی جماعت کا ممبر ہے اور نکاح فارم کے مندرجات درست ہیں۔

۲ــــ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے مطابق مہر کی رقم کم از کم چھ ماہ کی آمد اور زیادہ سے زیادہ ایک سال کی آمد کے برابر ہونی چاہیئے۔

۳ــــ ہر نکاح فارم پر امیر صاحب جرمنی کی تصدیق ضروری ہے۔

۴ــــ جو نکاح STANDESAMT میں رجسٹر ہو جاتے ہیں ان کے شرعی نکاح کے اعلان کی منظوری ریجنل امیر دے سکتے ہیں۔

۵ــــ رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں جماعت کے مندرجہ ذیل احباب سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

۱ــــ چوہدری شریف خالد صاحب نائب امیر	۰۶۵۷۴ - ۲ ۶۲ ۴۶
۲ــــ خاکسار قاضی طاہر احمد صاحب	۰۶۵۷۴ - ۳۲ ۹ ۴۱
۳ــــ ملک سعادت احمد صاحب	۰۶۹ - ۷۸ ۴۴ ۶۲
۴ــــ چوہدری مبشر احمد صاحب کاہلوں	۰۶۹ - ۵۱ ۶۸ ۵۴

(قاضی طاہر احمد۔ سیکرٹری رشتہ ناطہ جماعت احمدیہ جرمنی)

تقریب آمین

مکرم رشید الدین صاحب آف NORD STADT (ہمبرگ) کے بیٹے عزیزم شہاب الدین نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے سوا پانچ سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور ختم کر لیا ہے۔ احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو قرآن کریم سے وابستہ برکات کا وارث بنائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ (ظہور احمد۔ ریجنل امیر ہمبرگ ریجن)

صدارانِ جماعت فرینکفرٹ ریجن سے درخواست

۱ــــ اخبار احمدیہ شمارہ جنوری میں جماعتی لٹریچر کی فہرست شائع ہو چکی ہے براہ کرم آپ جائزہ لیں کہ آپ کے پاس کون سا لٹریچر موجود ہے اور جو لٹریچر مطلوب ہو اُس کی قیمت جماعتی رسید بک پر ادا کر کے رسید کی فوٹو کاپی معہ فہرست ریجن آفس میں ارسال کریں۔ جو جماعتیں باقاعدہ تبلیغی سٹال لگاتی ہیں اپنے سٹال پر موجود کتب کی فہرست تیار کر کے ایک کاپی ریجنل آفس کو ارسال کریں۔ لٹریچر بے شمار رقم خرچ کر کے تیار کیا جاتا ہے اس لئے نہایت احتیاط، توجہ اور ذمہ داری سے اس کا ریکارڈ رکھا جائے اور اس کی تقسیم موثر اور مفید رنگ میں کی جائے۔

۲ــــ **قرآن پاک سیکھنے کے لئے وڈیو کیسٹس :** ـ سے متعلق پہلے بھی درخواست کی جا چکی ہے۔ اب تک ۲۰۷ کیسٹس ریجن فرینکفرٹ میں ارسال کی جا چکی ہیں ہر گھر میں ان کیسٹس کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے اپنی اپنی جماعت کا جائزہ لیں اور جن گھروں میں ابھی تک یہ کیسٹس نہیں پہنچیں اُن کو ان کی افادیت سے آگاہ کریں۔ ایک سیٹ کی قیمت پچاس مارک علاوہ ڈاک خرچ ہے۔

۳ــــ ہر صدر جماعت اپنی جماعت کی کارکردگی کی ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے ارسال فرمائیں۔

۴ــــ چندہ کی رسیدات، سٹیٹمنٹس اور گرانٹ کے لئے براہ راست نیشنل شعبہ مال سے رابطہ رکھیں۔ اگر کوئی دقت پیش آئے تو ریجنل امیر کو توجہ دلائیں جو رسیدیں استعمال ہو جائیں فوراً شعبہ مال کو ارسال فرما دیں۔ چندے کی رقم جو بینک میں جمع کروائیں وہ چندے کی سٹیٹمنٹ کے عین مطابق ہو۔

۵ــــ مورخہ ۹، ۱۰ مارچ ۱۹۹۱ء کو ریجن فرینکفرٹ کی جماعتوں کے تمام عہدیداران کے لئے ریفریشر کورس ہو گا۔ جس میں تمام شعبہ جات سے متعلق تفصیلات سے آگاہ کیا جائے گا۔ جو جو مسائل جماعتوں کو درپیش ہیں اور جن معاملات میں مزید راہنمائی کی ضرورت ہے اگر قبل از وقت تحریر کر کے ارسال فرما دیں تو اور بہتر ہو گا۔ تاکہ متعلقہ شعبہ کے انچارج اُس کے مطابق تیاری کر لیں اور آپ کی بہتر رنگ میں راہنمائی کر سکیں۔

۶ــــ مؤرخہ ۹، ۱۰ فروری کو داعیان الی اللہ کیمپ منعقد ہو گا۔ داعیان الی اللہ کو اس میں استفادہ کے لئے شامل ہونا چاہیئے۔ جماعتیں اپنے تبلیغی پروگرام بنا کر اُس کی کاپی ضرور ارسال فرمائیں۔

۷ــــ جس جس جماعت میں ممکن ہو سکے نماز جمعہ، ماہانہ اجلاسات وغیرہ میں مستورات کو پردہ کی سہولت کے ساتھ ضرور شامل کیا جائے۔ اس سلسلے میں خواتین خود بھی صدر جماعت کو اچھے رنگ میں توجہ دلا سکتی ہیں۔ خود آگے آئیں اور صدر جماعت کی اس سلسلے میں مدد کریں تاکہ وہ ایسے انتظام کر سکیں کہ خواتین بھی جماعتی تقریبات میں شامل ہو سکیں۔

۸ــــ ہر صدر جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ حضور اقدس کی خطبات کی کیسٹس ہر فرد جماعت تک پہنچائے یا اُن کو سنانے کا انتظام کرے۔ براہ کرم آئندہ اپنی ماہانہ رپورٹ میں ضرور ذکر کریں کہ آپ نے اس سلسلے میں کیا انتظام کر رکھا ہے۔

۹ــــ جو سرکلر بھی تمام ممبران سے متعلق ہو اُس کو اجلاس عام میں پڑھ کر سنائیں۔

مبشر احمد باجوہ

(ریجنل امیر۔ فرینکفرٹ)

اعلاناتِ ولادت

★ مکرم حافظ نصیر احمد بھٹی آف BOPART کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور نے نومولود کا نام غالب احمد تجویز فرمایا ہے نومولود مکرم رشید احمد بھٹی معلم وقفِ جدید کا پوتا اور مکرم غلام احمد صاحب درویش قادیان کا نواسہ ہے۔

★ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مکرم ناصر احمد صاحب صدر جماعت LIMBURG کو مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۹۰ء کو بچی عطا فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے بچّی کا نام عفیفہ ناصر تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ چوہدری علی حیدر تارڑ لاہور کی پوتی اور راجہ محمد افضل آف ربوہ کی نواسی ہے۔ بچّی تحریک وقفِ نو میں شامل ہے۔ بچّی کی درازی عمر اور نیک ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ : حضرت مولوی عطا محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ

آخر میں مَیں تمام بھائیوں اور بہنوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی صاحب کو اپنے خاص فضل سے اپنی مغفرت سے نوازے اور ہمیں اور ہماری اولادوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور ان کی تمام دعاؤں کو جو انہوں نے ہمارے لئے کیں قبول فرمائے اور ان کا حقیقی وارث بنائے۔ آمین۔ آخر میں مَیں اس مضمون کو اس شعر پر ختم کرتا ہوں ۔

فاتحہ پڑھنے کو آئیں گے ہزاروں قدسی
جب تلک باقی رہے ارض و سما کی صورت

کیمپ داعیان الی اللہ

جملہ احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ داعیان الی اللہ کے لئے امسال کے لئے پہلا تربیتی کیمپ بتاریخ ۹ اور ۱۰ فروری ۱۹۹۱ء کو رکھا گیا ہے۔ یہ کیمپ ریجنل سطح پر منعقد ہوں گے اور اس کے لئے ریجنل امراء/ریجنل مشنری صاحبان آپ کو پروگرام سے مطلع فرمائیں گے۔

ماہ فروری کے کیمپ کے لئے تبلیغ سے متعلق چار خصوصی موضوعات رکھے گئے ہیں جو اس موقع پر زیر بحث آئیں گے۔ تبلیغ میں خصوصیت سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

آپ کی شمولیت اس کیمپ کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

(عبدالشکور اسلم خان - نیشنل سیکرٹری تبلیغ)

ایک داعی الی اللہ کی خصوصی کوششیں

محترم نواب دین صاحب آف BUTZ BACH تحریر کرتے ہیں کہ انہوں نے ماہ دسمبر ۱۹۹۰ء میں....

۱۔ دو سکھوں اور ایک سوڈانی کو قریباً ۳۵ منٹ تبلیغ کی۔

۲۔ دو برگر ماسٹروں کو تبلیغی خطوط لکھے۔

۳۔ ۸ عدد لٹریچر ٹیلیفون بوتھ پر رکھے اور ان کی نگرانی بھی کی گئی تاکہ خواہشمند احباب اس سے استفادہ کر سکیں۔

۴۔ نئے سال کی مبارک بادی کے ۴۲ خطوط لکھ کر لوگوں کے گھروں میں ان کے لیٹر بکسوں میں ڈالے گئے۔

۵۔ میں نے اپنے بیٹے کی مدد سے جو جرمن زبان جانتے ہیں بٹس باخ کے میئر سے وقت لے کر ۱۵ منٹ تک اسے جماعت کا تعارف کروایا اور جرمن قرآن مجید بطور تحفہ پیش کیا۔

۶۔ میئر نے حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کے فوٹو لے کر اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضور کی جرمن آمد کے موقعہ پر اسے اطلاع دی جائے وہ خود حضور سے ملنا چاہتے ہیں۔

آپ بھی اپنی خصوصی کوششوں سے شعبہ ہذا کو مطلع رکھیں۔

(نیشنل شعبہ تبلیغ جرمنی)

عزیزم ہمایوں سلیم ابن ملک محمد سلیم آف فرینکفرٹ نے ۹ سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ احباب جماعت سے عزیزم کے بلند اقبال اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ادبی تقریب

فرینکفرٹ میں مورخہ ۵ جنوری بروز ہفتہ سال کی پہلی ادبی تقریب منعقد ہوئی جس میں روزنامہ مغربی پاکستان اور ہفتہ روزہ صدائے وطن کے سابق مدیر محترم قمر احمد اجنالوی نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ علاوہ ازیں جرمن ریڈیو کی اردو سروس کے انچارج محترم سید اعجاز حسین شاہ، اردو سروس کے ایڈیٹر جناب امجد علی، پاکستان ٹیلی ویژن کے ممتاز پروڈیوسر جناب بختیار احمد اور پاکستان ریڈیو اکیڈمی کے پرنسپل جناب اشرف انصاری بھی شریک ہوئے۔ جناب مہمان خصوصی نے مشاعرہ کی صدارت کی اور جن شعراء نے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا ان میں برلن سے جناب شکیل چغتائی اور عارف نقوی، MÜNSTER سے رخسانہ شمیم، KÖLN سے حامد یزدانی، بون سے اشرف انصاری اور فرینکفرٹ سے بشارت احمد بشارت، عقیل خلش، اختر کیانی، طاہر مجید، بختیار احمد، محمد شریف خالد اور جناب قمر احمد اجنالوی شامل تھے۔ مشاعرہ کا حال اور بعض شعراء کے انٹرویو جرمن ریڈیو کی اردو سروس سے نشر ہوئے۔

(ابراہیم عثمان - فرینکفرٹ)

اخبار احمدیہ جرمنی میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

اخبار احمدیہ دنیا کے بیشتر ممالک میں بھجوایا جاتا ہے۔

اخبار میں اعلان نکاح، شادی کی تقاریب، اعلان ولادت کا ہدیہ دس مارک ہے۔ اعلان بھجواتے وقت جماعت کے سیکرٹری مال کو دس مارک کی ادائیگی کی رسید ہمراہ بھجوائیں۔

آپ کو علم ہے کہ آپ کی جو رقم بینک میں پڑی ہے اس کا سود نہ تو ذاتی استعمال کے لئے جائز ہے اور نہ ہی سود کی رقم کا چندہ دیا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق سود کی رقم صرف اشاعت اسلام پر خرچ ہونی چاہیئے۔

تقریب آمین خاکسار کے بیٹے شکیل احمد نظام اور بیٹی طاہرہ نظام نے قرآن مجید کا پہلا دور ۶ سال کی عمر میں مکمل کر لیا ہے۔ جماعت HUSUM کے افراد کو آمین کی تقریب پر مدعو کیا گیا اور دعا کروائی گئی۔ اللہ تعالیٰ تمام بچوں کو قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(امجد احمد نظام، صدر جماعت HUSUM)

امور عامہ سے متعلق اعلانات

۱. جماعتی سرٹیفکیٹ کے حصول کے لئے نیا فارم گذشتہ تین ماہ سے چھپ چکا ہے اور مناسب تعداد میں ریجنل امراء کو بھجوایا جا چکا ہے تا کہ وہ اپنے اپنے ریجن کے صدران کو بھجوا دیں۔ بعض جگہوں سے ابھی تک پرانے فارموں پر درخواستیں آ رہی ہیں۔ تمام صدران کا فرض ہے کہ وہ درخواستیں صرف نئے فارم پر بھجوائیں اور اگر ان کے پاس نئے فارم نہ پہنچے ہوں تو اپنے ریجنل امیر صاحب سے طلب کریں۔

صدران سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ درخواست فارم پُر کرنے میں احباب جماعت کی رہنمائی کریں اور درخواست کو چیک کرنے کے بعد اپنے دستخطوں کے ساتھ یا تو خود ریجنل امیر صاحب کو بھجوائیں یا پھر درخواست دہندہ کو ہدایت کریں کہ وہ ریجنل امیر صاحب سے منظور کروانے کے بعد درخواست دفتر امور عامہ واقع ناصر باغ ارسال کریں۔ پرانے فارموں پر آنے والی درخواستیں یا نامکمل درخواستیں واپس بھجوا دی جائیں گی۔

۲ احباب جماعت کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ سولہ سال سے کم عمر کے بچوں کے جرمنی آنے کے لئے کسی ویزا کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے ان بچوں کے لئے جرمن ویزا یا سفر کے لئے ایجنٹوں کو کثیر رقم دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳ معلوم ہوا ہے کہ پاکستان میں بعض ایجنٹ حضرات کے (جرمنی میں مقیم) نمائندے بڑی بڑی رقمیں وصول کر رہے ہیں۔ افراد جماعت کو چاہیئے کہ وہ خبردار رہیں اور کسی کے دھوکہ میں نہ آئیں۔ نیز لین دین کرتے وقت قرآنی حکم کے مطابق تحریر لکھوا لیا کریں اور اس تحریر پر گواہوں کے دستخط بھی کروا لیا کریں۔

۴ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اسائلم کے سلسلہ میں نیا قانون لاگو ہونے والا ہے جس کی رو سے جو افراد اپنا پاسپورٹ حکام کو جمع نہیں کروائیں گے ان کو اسائلم کا حق دینے سے انکار کیا جا سکے گا۔ اس لئے تمام افراد جماعت سے درخواست ہے کہ وہ حکام سے تعاون کریں اور اپنا پاسپورٹ خواہ جس صورت میں بھی ہو ضرور جمع کروایا کریں۔

(محمد عاقل خان۔ سیکرٹری امور عامہ جرمنی)

اخبار احمدیہ بروقت شائع ہو رہا ہے جس کے لئے ادارہ کا تمام عملہ قابل مبارک باد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین۔

تازہ اخبار کی ایک کاپی برائے ریکارڈ امور عامہ ضرور ارسال کیا کریں۔

(محمد عاقل خان۔ سیکرٹری امور عامہ جرمنی)

قارئین کے خطوط

اخبار احمدیہ جرمنی کا تازہ شمارہ ادارہ کی طرف سے آج ملا۔ مغرب میں اس اعلیٰ معیار کا رسالہ پہلے کبھی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ مضامین کا انتخاب، خوبصورت کتابت، اعلیٰ کاغذ اور بہترین طباعت غرض ہر لحاظ سے یہ ایک شاہکار ہے۔ آخری صفحہ (ٹائیٹل) پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منظوم کلام بہت خوبصورت انداز میں شامل اشاعت ہے۔ حضور کی اس نظم کو جب بھی پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے آنکھیں اشکبار ہوئی ہیں اور دل بھر آیا ہے... ادارہ کے سب ممبران کو نیا سال مبارک ہو۔

(بشیر احمد رفیق، ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن)

خاکسار کو کل یعنی ۲۹ دسمبر کو اخبار احمدیہ کا دسمبر کا شمارہ ملا۔ میرا کیا قصور ہے کہ مجھے دسمبر کا شمارہ آخر میں ملا۔ جرمنی کے مشرقی حصہ میں تبلیغی مساعی پر مشتمل ایک رپورٹ بغرض اشاعت ارسال ہے۔ رپورٹ بہت تفصیلی ہے۔ آپ مختصر ہی شائع کر دیں۔ دوسری بات یہ کہ آج سے ڈیڑھ سال قبل خاکسار نے ایک مضمون اپنے دوست منور احمد شہید کے بارے میں بھجوایا تھا جو آج تک شائع نہیں ہوا۔ امید ہے وہ مضمون ریکارڈ میں کہیں نہ کہیں محفوظ ہو گا اگر نہیں تو مجھے لکھیں خاکسار دوبارہ بھجوا دے گا۔

(محمد انیس OLPE)

اخبار احمدیہ کا دسمبر کا شمارہ ملا۔ رسالہ کی ادارت کی مبارک قبول ہو۔ رسالہ نہایت عمدگی سے ترتیب دیا ہوا ہے۔ ٹائیٹل عمدہ ہے اور طباعت شاندار ہے .... آپ سب نے جس محبت اور خلوص سے اخبار تیار کیا ہے اس کے عوض میں ادارہ کے ممبران کے لئے دعا ہی کر سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو نیک مقاصد میں کامیاب و کامران کرے (آمین) آپ سب کو دین کی خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے۔ (آمین)

(نسیم احمد طاہر RIEDSTADT 40.14)

اخبار احمدیہ کا شمارہ ملا۔ خاکسار ادارہ کی خدمت میں دلی مبارک باد پیش کرتے ہوئے آپ سب کے لئے دعا گو ہے۔ اخبار کی ترسیل و ترتیب میں جو چھوٹی موٹی غلطیاں ہوتی رہتی ہیں نئے کارکنان کی ذاتی دلچسپی و نگرانی سے وہ خامیاں دور فرمائے (آمین) خاکسار اپنی اور اپنی جماعت کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہے۔

(عتیق احمد، صدر جماعت IDAROBERSTEIN)

نذرانۂ عقیدت برائے اسیرانِ ساہیوال

اے اسیرانِ رہِ مولیٰ زمینِ ساہیوال
آپ نے بخشا ہے دینِ حق کی شمع کو جمال

ایک عرصہ سے پسِ زنداں ہو تم بیٹھے ہوئے
آفریں صد آفریں تم پہ فدا صدقِ بلالؓ

اے نعیم الدین تم پہ رحمتیں ہوں بے شمار
اے مرے الیاس نکلا تو تو مردِ باکمال

اے محمد دین تم نے دین کی رکھی ہے لاج
اے مرے حاذق ملے گی تم کو شہرت لازوال

یہ خدا کی ہے عنایت تم پہ اے عبد القدیر
باپ تو ہے ہی مجاہد بن گیا تو بھی مثال

ہو مبارک تم کو تم بھی بن گئے دیں کے نثار
تم کو یہ دنیا مٹا دے ہے کہاں اس کی مجال

میرے پیارے سرفروشو چند دن کی بات ہے
دور بدلے گا کہ آخر ہر کمالِ را زوال

اس کی غیرت جوش میں ہے اس کے تیور تند ہیں
کیا نہیں دکھلا رہا وہ اپنی ہیبت اور جلال؟

رات دن اس کو پکاریں وا کریں زخمی جگر
حوصلے مضبوط ہوں دل نہ ہونے دیں نڈھال

سارا عالم احمدیت کا ہے نازاں آپ پر
آپ کا ہر دم ہے امامِ وقت کو رہتا خیال

جب کبھی راتوں میں ہوں اس یار سے راز و نیاز
"مشکلیں ناصر کی بھی آساں ہوں" کرنا یہ سوال

پروفیسر ناصر احمد قریشی

اسیرِ رہِ مولا سنٹرل جیل سکھر (سندھ پاکستان)

Herausgeber: Ismail Noori · Verlag: DER ISLAM · Nuur Moschee · Babenhäuser Landstr. 25 · D-6000 Frankfurt/M.
Tel. (0 69) 68 14 85 · Fax (0 69) 68 65 04 · Telex 41 61 87 islam d · Telegr.-Adr.: »ISLAM« Frankfurt/M.